مَعارفِ ملّت

جلد اوّل

اِس سلسلہ کے چاروں سٹوں کی بارہ کتابوں کے ملنے کے پتے

(۱) محمدؐ مقتدی خاں شروانی۔ علی گڑھ

(۲) محمدؐ الیاس برنی۔ جام باغ۔ حیدرآباد (دکن)

(۳) شیخ مبارک علی، لُہاری دروازہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تشریح ترتیبِ جدید

مروجہ غزلیات کی کثرت سے عموماً یہ خیال پھیل گیا ہے کہ اردو شاعری کی ساری کائنات محض حسن و عشق اور گل و بلبل کی پرانی داستان ہے۔ مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ اردو میں بھی ہر رنگ کی بہتر سے بہتر نظمیں موجود ہیں۔ البتہ وہ اب تک منتشر اور غیر معروف رہیں چنانچہ موجودہ انتخاب سے اس کی پوری طور پر تصدیق ہوتی ہے۔ اگر جدید تعلیم یافتہ حضرات اس سلسلۂ انتخاب کو ملاحظہ فرمائیں گے تو ثابت ہوگا کہ انگریزی کی جن نیچرل نظموں پر وہ سر دھنتے ہیں

ان کی ہم پلہ نظمیں خود ان کی اُردو زبان میں موجود ہیں۔ شعر و سخن کے چمن کھلے ہوئے ہیں جن کے رنگ و بُو سے دل و دماغ بلکہ رُوح کو تفریح ہوتی ہے۔ اُمید ہے کہ اس انتخاب کو دیکھ کر تعلیم یافتہ حضرات کے دل میں ضرور اُردو شاعری کی قدر و محبت پیدا ہوگی اور ان کی قدردانی و توجہ سے اُردو شاعری کی ترقی کا ایک نیا دَور شروع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۹۱۹ء میں اس سلسلہ کی ابتدا ہوئی جب کہ معارفِ ملّت مناظرِ قدرت اور جذباتِ فطرت کی پہلی تین جلدیں شائع ہوئیں اور پہلا سٹ کہلائیں ملک نے بہت گرمجوشی سے اس کا خیر مقدم کیا۔ اچھے اچھے ادیبوں و نقادانِ سخن نے انتخاب اور ترتیب کی داد بلکہ مُبارکباد دی۔ ہر طرف سے فرمائشوں کا تار بندھ گیا، اور ہاتھوں ہاتھ کتابیں چل نکلیں۔ علاوہ بریں اکثر صوبوں کے مدارس میں کتب خانوں انعامات بلکہ درس کے واسطے بھی یہ کتابیں منظور ہوگئیں۔ اس قدرشناسی اور ہمّت افزائی نے قدرتاً نئے سٹوں کی تالیف و طبع کی رفتار تیز کردی۔ چنانچہ ۱۹۲۰ء میں دوسرا سٹ شائع ہوا اور ۱۹۲۱ء میں تیسرے سٹ کے ساتھ ساتھ پہلے دو سٹوں کے دوسرے اڈیشن بھی نکل آئے۔ ۱۹۲۲ء میں یہ تینوں سٹ چلتے رہے ۱۹۲۳ء میں چوتھا سٹ بھی نکل آیا۔ اس طرح پانچ سال کے اندر اندر

سلسلہ کی بارہ جلدیں شائع ہوگئیں جن میں کم و بیش دو سو قدیم و جدید
شاعروں کے کلام کا انتخاب شامل تھا۔

الحمد للہ ان کتابوں نے امید اور توقع سے بڑھکر شہرت و مقبولیت حاصل کی
قدیم و جدید تعلیم یافتہ سب ان کا دم بھرنے لگے۔ بڑے چھوٹے یکساں دل سے
قدر کرنے لگے۔ سفر حضر میں ان کو پیش نظر رکھنے لگے۔ پڑھی لکھی بہو بیٹیوں نے تو
ان کو اپنا وظیفہ بنا لیا۔ خلوت و جلوت کے لیئے اچھا مشغلہ پا لیا۔ آپس کے تحفے
تحائف میں بھی یہ کتابیں چلنے لگیں اور گھر گھر دلچسپی اور خوش وقتی کا سامان
بن گئیں۔ غرض کہ صدہا اردو پرست گھروں نے اس سلسلہ کے معتقد بلکہ مرید ہوگئے
اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہی۔ اس سے ظاہر ہی کہ اردو میں ایسے انتخاب کی عام و
خاص کو کس درجہ ضرورت تھی۔

اس سلسلہ کی سب سے بڑی خصوصیت جس کی نظیر دوسری زبانوں میں بھی
کم نظر آتی ہی ترتیب اور تقابل ہی۔ یعنی ایک ایک مضمون کے متعلق متعدد نظموں کو
اس طرح یکجا ترتیب دینا کہ ان کا باہم مقابلہ ہو سکے اور تقابل سے ہر ایک کے
خصوصیات نمایاں ہوں اور ان کے ادبی مدارج کا پتہ چلے کہ کس اعتبار سے کون سی
نظم کس نظم پر فائق ہی۔ یہ طریق تقابل جس کو انگریزی میں کمپیریٹیو اسٹڈی

تے ہیں ادب کی تعلیم میں بہترین اور انتہائی ذہنی تربیت شمار ہوتا ہے۔ مزید براں
قسم کی ترتیب سے اُردو شاعری کی وسعت اور رفعت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ
ان مضامین کی فضا میں اُردو شاعر کس حد تک بلند پروازی دکھا چکے ہیں
چنانچہ اس سلسلہ کو دیکھکر بہت سے منکر اور غافل اُردو شاعری کے قائل بلکہ
معتقد ہو رہے ہیں، حالاں کہ ابھی بہت کچھ بیش قدر کلام نظروں سے پوشیدہ ہے۔
ترتیب کے علاوہ دوسری خصوصیت جس کی تفصیل تمہید میں مذکور ہے
یہ کہ انتخاب میں صرف نظمیں نقل کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ بڑی ترکیبوں
کے ساتھ مشہور نظموں میں سے ایسی نظمیں نکالی گئی ہیں جو بجائے خود مستقل اور
مکمل معلوم ہوتی ہیں حالاں کہ اصلی نظموں میں ان کا شبہ گزرنا بھی مشکل تھا اس سے
بڑھکر جدت یہ کہ ایک ہی شاعر کے متفرق اشعار یکجا ترتیب دے دے کر ان سے
نہایت نادر اور لطیف مضامین پیدا کیے گئے ہیں جو مستقل نظموں میں نایاب
ہیں۔ میر تقی میر۔ مرزا غالب اور اکبر الہ آبادی ان حضرات کے کلام میں خاص کر
اس طریق کو بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ اس طرز کی متعدد نظمیں سلسلہ
میں شریک ہیں جو اپنے طرز میں بالکل عجیب اور انوکھی معلوم ہوتی ہیں۔ ان سے
ثابت ہوتا ہے کہ بیخودی میں شاعر کے منہ سے حقایق کے پھول جھڑتے رہتے

ہیں۔ کوئی چاہے تو ان کو جمع کرکے بہترین خوشنما اور خوشبودار گلدستے بنالے۔
نظمیں ان ترکیبوں سے حاصل ہو بھی گئیں تو اکثر کے عنوان ندارد۔ پھر ان پر
ایسے موزوں اور جامع عنوانات لگائے گئے کہ معانی کے دریا کوزوں میں
بند نظر آنے لگے۔ غرض کہ طرح طرح سے کوشش کی تب کہیں ایک حد تک اردو
شاعری کی چمن بندی ہو سکی۔ ورنہ اس خطہ کے سرسری رہ رووں کو اکثر ایک
خود رو جنگل کا دھوکا ہوتا تھا جس میں ان کو رنگ و بو کے پھول بھی کم نظر
آتے تھے۔

کُل مواد پہلے سے تو موجود نہ تھا۔ بتدریج فراہم ہو ہو کر ترتیب پاتا گیا۔
شائع ہوتا گیا۔ اس طرح چارٹ مُرتّب کرکے بارہ جلدیں شائع ہوئیں۔ گرچہ
سلسلہ کی ترتیب اور تہذیب میں پوری کوشش کی گئی پھر بھی اصلاح و ترقی
کی کافی گنجائش باقی رہ گئی۔ مضامین کی مجانست ترتیب کی رُوح رواں ہے۔
وافر مواد مُہیّا ہو جانے کی بدولت جدید ترتیب میں سابق کے مقابل مجانست
مضامین کہیں زیادہ چُست اور وسیع ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ ہر جلد میں ایک مستقل اور
جُداگانہ کیفیت نظر آتی ہے۔ شائع شدہ نظموں کے علاوہ بہت سی اور نظمیں بھی
شامل ہو گئی ہیں گویا جدید ترتیب اور مزید مضامین کے ساتھ یہ بارہ جلدیں

از سرِ نو شائع کی جاتی ہیں اور آیندہ یہ ان کی مستقل شکل رہیگی تفصیل ملاحظہ ہو

پہلا سٹ

معارفِ ملّت

جلد اوّل۔ متعلق دینیات یعنی حمد، نعت، مناجات اور معرفت کی نظمیں، جن میں دین و ایمان کی خوشبو مہکتی ہی۔ صاحب دلوں اور عاشقان رسول کے واسطے بڑی نعمت ہی۔

جلد دوم۔ متعلق اسلامیات یعنی اسلام اور مسلمانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کی تفسیریں اور تصویریں، جو قلب کو گرماتی اور روح کو تڑپاتی ہیں۔ خاص کر واقعہ کربلا کے اوہ جگر دوز نشتر لذت شہادت تازہ کر دیتے ہیں۔ اسلامی مدارس کے واسطے بیش بہا تحفہ ہی۔

جلد سوم۔ متعلق قومیات یعنی ہندوستان کی متحدہ قومیت کے متعلق دردمند اور وطن پرست شاعروں کا دل پذیر کلام جو عبرت سکھاتا اور غیرت دلاتا ہی۔ اس جلد میں چند قدیم شہر آشوب بھی قابل دید ہیں قومی مدارس کے واسطے بہت موزوں ہی۔

جلد چہارم - متعلق اخلاقیات یعنی اردو شاعری میں اخلاق و حکمت کے جو انمول موتی جواہر بکھرے پڑے تھے اور جو بہترین قومی سرمایہ ہیں فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ یہ جلد لڑکوں اور نوجوانوں کے واسطے قابل قدر تحفہ ہے۔ تمام مدارس کے واسطے یکساں مفید ہے۔

دُوسرا سٹ

جذباتِ فطرت

جلد اوّل - اردو شاعری کے قافلہ سالار یعنی میرؔ اور مرزا رفیع سوداؔ کے کلام کا مربوط اور جامع انتخاب خاص کر میرؔ کے متفرق اشعار کو ترتیب دے کر جو نازک مضامین پیدا کئے گئے ہیں وہ بہت نایاب ہیں۔ یہ کتاب بھی کالج کی اعلیٰ جماعتوں میں درس کے قابل ہے۔

جلد دوم - اردو کے سرمایۂ ناز شاعر مرزا غالبؔ اور اُس کے خاص ہم عصر یا خاص ہم رنگ شعرا ذوقؔ، ظفرؔ اور حسرتؔ موہانی کے کلام کا انتخاب غزلیات کے علاوہ مرزا غالبؔ کے متفرق اشعار کی ترتیب سے جو گوناگوں لطیف مضامین پیدا کئے گئے ہیں وہ قابل دید ہیں۔

یہ کتاب بھی اعلیٰ جماعتوں کے درس کے قابل ہے۔

جلد سوم۔ تقریباً تیس قدیم، مستند اور باکمال شعرا کے کلام کا اعلیٰ انتخاب جو اپنی قدامت اور جامعیت کے لحاظ سے قابل دید ہے۔

جلد چہارم۔ تقریباً ساٹھ جدید مشہور و مقبول شعراء کے کلام کا دلکش انتخاب۔ شاعری کے جدید دَور کا اِس سے خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔

تیسرا سٹ

مناظرِ قدرت

جلد اوّل۔ متعلق اوقات یعنی صبح، شام، دن، رات، دھوپ، چاندنی، موسم گرما، سرما، برسات اور بہار کے دلکش مناظر نظموں میں اس خوبی سے عکس فگن ہیں کہ اُن کو دیکھکر طبیعت وجد کرنے لگتی ہے۔ نیچر پرستوں کے لئے یہ جلد قدرت کی دلفریبیوں کا بہترین مرقع ہے۔

جلد دوم۔ متعلق مقامات یعنی آسمان، زمین، پہاڑ، جنگل، میدان، دریا، کھیت، باغات، شہر اور عمارات۔ شاعروں نے اِن سب کی ایسی صاف ستھری تصویریں کھینچی ہیں کہ نظمیں پڑھتے وقت گویا ہم آنکھوں سے

اُن کی سیر کر رہی ہیں۔

جلد سوم ۔ متعلق نباتات و حیوانات ۔ یعنی پھول پھل، کیڑے پتنگے، تتلیاں، چڑیاں، پرندے، چرندے، چوپائے اور متفرق جانور وغیرہ ۔ ان سب کے حالات پڑھنے سے اندازہ ہو سکے گا کہ اُردو شاعروں نے اشیاءِ قدرت کا کس حد تک مطالعہ کیا ہے اور مشاہدات میں کہاں تک جان ڈالی ہے۔

جلد چہارم ۔ متعلق عمرانیات ۔ یعنی ہندوستان کے تمدن، رسم و رواج، عید تیوہار، غمی شادی، میلے ٹھیلے، صحبتیں جلسے، کھیل تماشے، وضع لباس، صورت شکل، ہنسی مذاق، بزم اور رزم سب طرح کے حالات پیش نظر ہو کر دل کو بے چین کر دیتے ہیں ۔ مناظرِ قدرت کی چاروں جلدیں زنانہ مدارس کے واسطے خاص کر بہت موزوں ہیں۔

سلسلے کی یہ بارہ جلدیں تو مستقل ہو گئیں ۔ اگر آیندہ موقع ملا اور مواد فراہم ہوتا رہا تو انشاء اللہ وقتاً فوقتاً ایک ایک جلد اس سلسلے کے تتمہ کے طور پر شائع ہوتی رہیگی ۔ اور ہر جلد میں معارف ملّت ۔ مناظرِ قدرت اور جذباتِ فطرت ۔ تینوں حصوں کے کچھ کچھ مضامین شامل رہیں گے ۔ ہر حصہ کی جُداگانہ جلد مُرتب ہونے کا

انتظار نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہ سلسلہ اس طرح جاری رہ سکا تو اُمید ہی کہ اُردو کا بیشتر قابل قدر کلام یکجا محفوظ ہو جائے گا۔ اور شائقین کو بلا دقت دستیاب ہو سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

علاوہ بریں ایک فارسی انتخاب کے واسطے بھی عرصے سے بعض محترم بزرگوں اور مخلص احباب کی فرمایش جاری ہی بلکہ اصرار تک نوبت پہنچ گئی ہی۔ مہلت اور موقع شرط ہی۔ ممکن ہی کہ ایک خاص طرز کا فارسی انتخاب بھی کبھی شائع ہو کر شرف مقبولیت حاصل کرے۔ وَمَا تَوفِیقِی اِلَّا بِاللّٰہِ۔

جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن
دسمبر ۱۹۲۴ء

محمد الیاس برنی

اُردو شاعری کی بھی عجب اُفتاد پڑی جب کہ ہندوستان میں اسلامی حکومتوں پر تباہی کی کالی گھٹائیں چھا رہی تھیں اور گھڑی گھڑی اِدبار کی بجلیاں گرتی تھیں، بزمِ سخن کی رونق اور چہل پہل قابلِ دید تھی۔ خود فرماں روائے وقت دُنیا و مافیہا سے بے خبر شاعری کی دُھن میں مست تھے شاعروں کی دیکھا دیکھی حشرات الارض کی طرح بے شمار نظم نگار نکل پڑے آٹھوں پہر مشاعرے گرم رہنے لگے اور مدّاحوں کی واہ وا نے آسمان سر پر اُٹھا لیا۔ رنگ رلیوں کا زمانہ تھا۔ کلام بھی قدرتاً اسی رنگ میں

رنگ گیا۔ چنانچہ اس میں حُسن پرستی کا وہ ہیجان آیا اور عشق و عاشقی کا وہ طومار بندھا کہ خُدا کی پناہ۔ اس زہریلے مذاق سے قوم پر کس درجہ مُردنی چھائی، اخلاق و عادات کی کیا گت بنی، جاہ و ثروت کس طرح خاک میں ملے، یہ عبرت ناک داستان ابھی تاریخ ہند میں بیان ہونی باقی ہے۔ پھر بھی بڑی خیریت ہوئی کہ ظاہری آرایش کی کثرت سے شاعری کا اصلی حسن چھپا رہا۔ مبالغوں اور لفظی رعایتوں نے خود ہی اُس آگ کے شعلے دبا دیے۔ اگر کہیں اس رنگ میں جرأت، انشا، مرزا شوق اور میاں نظیر کے طرزِ شاعری نے اپنا پورا پورا جلوہ دکھایا ہوتا تو پھر قیامت تھی۔ فحش اور مبتذل کلام سے تو بحث نہیں۔ اِن واسوختوں نے نہ معلوم کتنے نونہال جُھلس ڈالے۔ البتہ اس رنگ کے متین اور مُہذّب کلام کو لیجیے۔ اِس میں ہزار لفظی اور معنوی خوبیاں سہی لیکن تاثیر جو شاعری کی جان ہے کمیاب ہے۔

اگرچہ بہت سا کلام گردشِ ایّام کی نذر ہو گیا تاہم اب بھی نظموں کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے اور خدا کا شکر ہے کہ جا بجا ایسی نظمیں بھی ملتی ہیں

جن کے پاکیزہ اور لطیف مضامین قوم کے واسطے مایۂ حیات اور سرمایۂ مباہات ہیں جن کے بیان کی صفائی و حقیقت آمیزی اور جن کی زبان کی شگفتگی و بے ساختگی سے شاعری کی سحر کاریاں جلوہ گر ہیں ایسا کلام خود بخود قلب کو گرماتا اور روح کو تڑپاتا ہی۔ سوتوں کو جگاتا اور ڈوبتوں کو تراتا ہے، ہنستوں کو رُلاتا اور روتوں کو ہنساتا ہی۔ شاعری نے اس میں بلا کا اثر بھر دیا ہی کسی عارضی اور مصنوعی ذوق کے بجائے خود انسانی فطرت اس کی مقبولیت کی ضامن ہی اور نفسیات کے دربار سے اسی کو بقائے دوام کا فرمان ملا ہی۔

اشاعت ادب ترقی زبان اور اصلاح تمدن کی ایک عمدہ سبیل یہ ہی کہ خاص خاص رنگ کا شاعرانہ کلام مرتب کرکے ناظرین کے روبرو پیش کیا جائے۔ چنانچہ زندہ دل اور علم دوست قوموں میں ادبی خدمت کا یہ طریق بہت رائج اور مقبول ہی۔ آئے دن اچھے سے اچھے انتخابات شائع ہوتے رہتے ہیں اس ترکیب سے مطالعہ کا شوق بڑھتا ہی ذوق سلیم پیدا ہوتا ہی اور شاعری اپنا کام کر دکھاتی ہی۔

کچھ انتخابات آج کل نصاب تعلیم میں داخل ہیں۔ بعض شاعروں کا
منتخب کلام بھی شائع ہو رہا ہے۔ لیکن اب تک ایسے مسلسل اور مربوط انتخابات
کا انتظار رہا جو ادبی مُرقعوں کا کام دیں۔ بڑی ضرورت یہ ہے کہ شاعری
کے موجودہ رُجحانات اور مقامات پیش نظر ہو جائیں تاکہ جو ادیب اور شاعر
اپنی ذمّہ داریوں سے واقف ہوں شاعری کی اصلاح و ترقی کی معقول
تجاویز سوچیں اور کارگر تدابیر اختیار کریں۔ انتخابات سے پتا چلا کہ ہماری
شاعری کے بہت سے شعبے توجہ طلب ہیں۔ مثلاً اب تک وہ دین و ملّت
سے بیگانہ بلکہ برگشتہ رہی۔ حمد، نعت اور مناجات جن میں کچھ خلوص و نیاز کی
چاشنی ہو مشکل سے ملتی ہیں اور قومی نظمیں تو بوجہ ندرت ابھی تک تبرّک بنی
ہوئی ہیں۔ اسی طرح جذبات کو لیجئے۔ اوّل تو ایشیائی طبیعت یوں ہی حزن پسند
ہے دوسرے اُردو شاعری نے قومی تنزّل اور تباہی کے دَور میں ہوش سنبھالا
قدرتاً کلام یاس آور و یاس انگیز ہے۔ دُنیا کی بے ثباتی، زمانہ کی گردش، تقدیر کی
بندش، افتادگی و خود فراموشی، سکون و خاموشی۔ جب راگ کا یہ سرگم ہو تو
پھر نا ممکن ہے کہ اسے سُن کر مال و دولت اور جاہ و حشمت سے دل بیزار نہ ہو

شاعری کی یہ برودت ہماری جیسی مضمحل اور تساہل پسند قوم کے حق میں بہت خطرناک ہی۔ کہیں خدانخواستہ جدوجہد کے رہے سہے ولولے اور ترقی کی اُمنگیں پھر سرد نہ پڑجائیں۔ اِس وقت تو کچھ ایسے حار نسخہ کی ضرورت ہی جس سے دلوں کی افسردگی نکلے اولوالعزمی اُبھرے اور لوگوں میں گرمجوشی پھیلے۔ اس طرح گرم سرد اجزا کی آمیزش سے خود بخود شاعری میں ایک صحت بخش اعتدال پیدا ہو جائے گا۔ علیٰ ہذا۔ قدرت کو لیجیے اُس کے بے شمار عجائبات ہمیشہ سے آنکھوں کے سامنے موجود رہی لیکن ہمارے شاعروں نے کہیں اَب جاکر نقّاشی شروع کی ہی اور ابھی وہ زمانہ دُور ہی جب کہ نیچر کی تصاویر مُنہ سے بولنے لگیں۔ حاصل کلام یہ کہ اُردو شاعری میں گوناگوں اصلاح و ترقی کی ضرورت و گنجایش ہی اور بحالتِ موجودہ غالباً انگریزی شاعری اِس کام میں بہت زیادہ مدد دے سکتی ہی۔

اسی ضرورت کے خیال سے خدا کا نام لے کر ہم منتخبات نظم اُردو کا ایک باقاعدہ سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ مجانست مضامین کے لحاظ سے اِس کے تین جُداگانہ حصّے قرار پائے ہیں۔

(۱) معارفِ ملت۔ حمد، نعت، مناجات اور اخلاقی و قومی نظموں کا گلدستہ
(۲) جذباتِ فطرت۔ سب دلوں کی کہانی چند شاعروں کی زبانی بقول غالبؔ

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

(۳) مناظرِ قدرت۔ اوقات، مقامات، مخلوقات، واقعات کی دلکش تصاویر کا مرقع۔ ایسے وسیع انتخابات میں سب نظموں کا ادبی حیثیت سے ہم پلہ ہونا نہ تو ممکن ہے اور نہ مطلوب چنانچہ اساتذہ کے کلام کے پہلو بہ پہلو نومشق اور غیر معروف شاعروں کی طبع آزمائیاں درج ہیں۔ لیکن شاعری کے رنگ و بو سے کوئی نظم خالی نہیں بعض نظمیں جو ادبی لحاظ سے شاید ادنیٰ خیال کی جائیں اس لئے خاص طور پر قابل قدر ہیں کہ وہ پہلے پہل نئے نئے ضروری مضامین کے صاف ستھرے خاکے بطور نمونہ پیش کرتی ہیں سچ پوچھئے تو یہ بھی بڑا کام ہے۔ خدا جانے انھیں کی دیکھا دیکھی آگے چل کر سحر نگار قلم کیسی کیسی انوکھی اور پیاری تصاویر کھینچ دکھائیں علاوہ بریں ارتقاء شاعری کی تحقیق میں بھی یہ نظمیں ناگزیر ہوں گی۔ پھر کسی جامع انتخاب میں کیوں کر نظر انداز ہو سکتی ہیں۔ اگرچہ

نظمیں بعض حضرات کے لطیف ادبی مذاق پر بار ہوں تو اُمید ہے کہ وہ معذرت قبول فرمائیں گے بایں ہمہ ان کی ضیافتِ طبع کے لئے اساتذہ کا بھی کافی کلام موجود ہے۔ اگر انار کے کچھ دانے پچکے ہوں تو اس سے باقی انار کی شیرینی ولطافت میں کچھ فرق نہیں آتا۔

انتخاب اور ترتیب کا طریق خود مجموعوں سے ظاہر ہے۔ اصل مضمون پیشِ نظر رکھکر نظموں سے غیر ضروری اجزا نکال لینا، مفید مطلب مقامات چھانٹنا حسبِ حیثیت ان کو از سرِ نو ملانا یا جدا جدا گانہ نظموں کی شکل میں لانا پھر نظموں کے موزوں عنوانات قرار دے کر ان کو مضمون وار اس طرح ترتیب دینا کہ ہر نظم کا موقع محل ایک خاص موزونی اور معنی رکھتا ہو، یہ سب اہتمام کیا تب کہیں اس سلسلہ منتخبات کا ڈول پڑا۔ آیندہ جوں جوں موزوں کلام دستیاب ہوگا، ہر حصہ کی متعدد جلدیں بتدریج شائع کی جائیں گی جو ساخت اور ضخامت کے لحاظ سے تقریباً یکساں ہوں گی۔ اُمید ہے کہ اس طرح پر اُردو شاعری کا ایک وسیع انتخاب مرتب ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

جن شاعروں کے کلام سے دل و دماغ بلکہ رُوح کو تفریح و جِلا ہوتی

ہے ان کا پورا پورا شکریہ کوئی کس طرح ادا کرے۔ خدائے تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

جن حضرات نے مہربانی فرما کر نظموں کی فراہمی میں مدد دی اور اس کی طباعت وغیرہ کا حسب دلخواہ اہتمام کیا مؤلف ان کا بھی بدل ممنون احسان ہے

ملک کو اردو اور بالخصوص شاعری کو ایسے انتخابات سے جو فائدہ پہنچے گا اس کے زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ تجربہ خود بہت جلد ثابت کر دے گا۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللہِ ؕ

جامعہ عثمانیہ حیدرآباد (دکن)
جولائی ۱۹۲۳ء

محمد الیاس برنی

معارف ملت

جلد اوّل

فہرست مضامین

[ہر جلی عنوان سے ایک نیا مضمون شروع ہوتا ہی اور اس کے تحت میں مضامین منتخبانہ درج ہیں]

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

فہرست مضامین

جلد ا

صفحہ

جلد ۱

معارف ملت

جلد اوّل

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	سماں	سما
۶	۱	تم بھی	تم بھی
۸	۱	سماں	سما
۱۹	۱۲	فراغت بہی آحت	فراغت بھی ہے راحت
۲۲	۱	دردناک سے	دردناک سنے
۲۵	۴	تو اس علم	سو اس علم
۲۵	۷	دہری سو دہری کی	دھری تھی وہ ہیں
۲۶	۵	کہیں ہے عشق	کہیں ہے عشق
۲۷	۱	گول ہے	گول ہیں
۳۱	۱۱	نور چشم کوزاں	نور چشم کوراں
۴۶	۴	صورت حجاز	صورت مجاز
۴۸	۹	جانے ہے	جانے ہیں
۵۴	۸	بس ہاں	بس وہاں
۵۵	۳	جکھا	جھکا
۵۵	۵	خفا	فضا
۶۵	۶	ان کو	اس کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۶	۷	کہہ سکا	کہہ نہ سکا
۶۶	۹	صدا	سدا
۷۰	۵	جو نکلا	جو نکلی
۸۰	۶	زبان	زبان
۸۰	۶	یعنی	میں نے
۸۴	۳	تیر بغیر	تیرے بغیر
۸۴	۱۱	مبجلی	متجلی
۸۵	۵	ہاتھوں	ہاتھوں میں
۹۹	۱	فخر عیاں	فخر جہاں
۱۰۳	۴	تو کہ دریں	تو دریں
۱۰۳	۹	خستہ	حالی
۱۰۴	۶	شنا ہے	شناتا ہے
۱۰۷	۱۵	لینے کو ہے	لینے کو ہیں
۱۱۶	۴	ولے	والے
۱۲۰	۶	معراج کی بس	معراج کی سی
۱۲۰	۷	بلا ہی لیں	بلا بھیجیں
۱۲۳	۱۰	من میں اب تو	من میں ہے اب تو
۱۲۴	۱۰	پھر کہا کرے	پھر کیا کرے
۱۲۸	۳	کبھی نہ پائی	کہیں نہ پائی
۱۴۳	۱۱	میل گرائی	میل گدائی

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معارف ملت

جلد اوّل

۱۔ معرفت

ارض و سماں کہاں تری وسعت کو پا سکے   میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

وحدت میں تیری حرف دوئی کا نہ آسکے   آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے   اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

یارب یہ کیا طلسم ہے ادراک و فہم یاں   دوڑے ہزار آپ سے باہر نہ جا سکے

گو بحث کرکے بات بنائی پہ کیا حصول   دل سے اٹھا غلاف اگر تو اٹھا سکے

غافل خدا کی یاد پہ مت بھول زینہار   اپنے تئیں بھلا دے اگر تو بھلا سکے

مست شراب عشق وہ بے خود ہے جسکو حشر

اے درد چاہے لائے بخود پر نہ لا سکے

درد

۲۔ معرفت

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

یگانہ ہے تو آہ بیگانگی میں
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا

اذیت مصیبت ملامت بلائیں
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

تغافل نے تیرے یہ کچھ دن دکھائے
ادھر تو نے لیکن نہ دیکھا نہ دیکھا

حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

شب و روز اے درد درپے ہوں اس کے
کسو نے جسے یاں نہ سمجھا نہ دیکھا

درد

۳۔ معرفت

مرا جی ہے جب تک تری جستجو ہے
زباں جب تلک ہے یہی گفتگو ہے

تمنا ہے تیری اگر ہے تمنا
تری آرزو ہے اگر آرزو ہے

کیا سیر سب ہم نے گلزار دنیا
گل دوستی میں عجب رنگ و بو ہے

غنیمت ہے یہ دید و دیدِ یاراں جہاں مُند گئی آنکھ میں ہوں نہ تو ہے

نظر میرے دل کی پڑی دردؔ کس پر

جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہے

درد

۴۔ معرفت

بلبل نے جسے جا کے گلستاں میں دیکھا ہم نے اُسے ہر خارِ بیاباں میں دیکھا

روشن ہے وہ ہر ایک ستارے میں زلیخا جس نور کو تو نے مہِ کنعاں میں دیکھا

برہم کرے جمعیتِ کونین جو پل میں لٹکا وہ تری زلفِ پریشاں میں دیکھا

واعظ تو سُنی بولے ہے جس روز کی باتیں اُس روز کو ہم نے شبِ ہجراں میں دیکھا

سوداؔ جو ترا حال ہے اُتنا تو نہیں وہ

کیا جانیے تو نے اُسے کس آن میں دیکھا

سودا

۵- معرفت

مکاں سے ہے نہ کچھ ہم کو لامکاں سے غرض
جہاں حضور ملیں ہم کو ہے وہاں سے غرض

تمھارے جلوے کے مشتاق ہیں جہاں ہو نصیب
زمیں سے کام نہ کچھ ہم کو آسماں سے غرض

تمھاری ذات سے مطلب ہے دین و دنیا میں
نہ کچھ یہاں سے غرض ہے نہ کچھ وہاں سے غرض

ہر ایک فصل میں مانند سبزہ ایک ہے رنگ
بہار سے ہے نہ مطلب نہ کچھ خزاں سے غرض

حرم سے کام نہ مطلب ہے دیر سے ہم کو
سرِ نیاز کو ہے تیرے آستاں سے غرض

امیر

۶- معرفت

دوسرا کون ہے جہاں تو ہے
کون جانے تجھے کہاں تو ہے

لاکھ پردوں میں تو ہے بے پردہ
سو نشانوں پہ بے نشاں تو ہے

تو ہی خلوت میں تو ہی جلوت میں
کہیں پنہاں کہیں عیاں تو ہے

نہیں تیرے سوا یہاں کوئی
میزباں تو ہے میہماں تو ہے

میر

جلد(۱)

۷۔ نعرۂ مستانہ

تو جا بجا ہے تو سو بسو ہے تو کو بکو ہے تو مو بمو ہے

ظاہر بھی تو ہے مظہر بھی تو ہے ہر سمت اپنے خود روبرو ہے

جلوہ بھی تیرا آنکھیں بھی تیری منظور تو ہے ناظر بھی تو ہے

جوئندہ تو ہی یابندہ تو ہی مطلوب تو ہے تو جستجو ہے

دار الحرم میں بیت الصنم میں تیری طلب میں اک ہاؤ ہو ہے

صحن چمن میں جنگل میں بن میں تو رنگ و بو ہے نشو و نمو ہے

امر نہاں میں راز عیاں میں نایاب بھی تو حاصل بھی تو ہے

تیری لگن تھی تو مل گیا جب
نیرنگ کو پھر کیا آرزو ہے

نیرنگ

۸۔ معرفت

غیر کے پاس یہ اپنا ہی گماں ہے کہ نہیں جلوہ گر یار مرا ورنہ کہاں ہے کہ نہیں

ہر ذرہ میں مجھ کو ہی نظر آتا ہے — تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظراں ہے کہ نہیں

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لیے پھرتا ہوں — کچھ علاج ان کا بھی اے شیشہ گراں ہے کہ نہیں

پاسِ ناموس مجھے عشق کا ہے اے بلبل

ورنہ یاں کونسا انداز فغاں ہے کہ نہیں

سودا

۹۔ معرفت

اس قدر سادہ و پرکار کہیں دیکھا ہے — بے نمود اتنا نمودار کہیں دیکھا

خواہ کعبے میں تجھے خواہ میں بت خانے میں — اتنا سمجھوں ہوں میں ہے یار کہیں دیکھا

سودا

۱۰۔ معرفت

ہر شے میں ہے تو جلوہ نما واحد و شاہد — اللہ ترا جلوہ ہے کیا واحد و شا

ہر ذرہ نگاہ سے ہے تری وحدت کی گواہی — دل ہی نے تجھے جان گیا واحد

سب رنگ تمہارے ہیں اور تیرا رنگ نرالا — تو سب میں ہے اور سب سے جدا واح

پردہ کو دوئی کے جو دیدۂ دل سے اٹھایا
بے پردہ تجھے دیکھ لیا واحد و شاہد

ظفر

۱۱۔ معرفت

وہ رنگ کہیں لعلِ بدخشاں میں آیا — نیلم میں کہیں گوہرِ غلطاں میں آیا
یاقوت میں الماس میں مرجان میں آیا — جب حسنِ ازل پردۂ امکان میں آیا
بے رنگ بھی رنگ ہر اک شان میں آیا

بو ہو کے ہر اک پھول کی پتی میں بسا ہے — موتی میں ہوا آب ستاروں میں ضیا ہے
تنہا نہ ہماری ہی وہ شہ رگ سے ملا ہے — نزدیک ہے وہ سب سے جہاں بس سے بھرا ہے
جب چشم کھلی دل کی تو پہچان میں آیا

کیا قمریِ دل سوختہ کیا بلبلِ نالاں — کیا باغ و چمن تختہ کا کیا زیرِ خیاباں
سب ان کی ہی بات پکاریں ہیں ہر اک آن — گل بھی وہی سنبل وہی نرگس وہی ریحان
اپنے ہی تماشے کو گلستان میں آیا

کیا ارض و سماں حور و ملک دیو پری جن — کیا طائر و وحشی نہیں اک دم کوئی اس بن
ہر رات یہی بات یہی ذکر ہے ہر چھن — اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیتِ قرآن میں آیا

(تضمین بر غزل اصغر) **نظیر**

۱۲۔ معرفت

تنہا نہ اُسے اپنے دلِ تنگ میں پہچان — ہر باغ میں ہر دشت میں ہر سنگ میں پہچان
بیرنگ میں با رنگ میں ہر رنگ میں پہچان — منزل میں مقامات میں فرسنگ میں پہچان
نت رزم میں اور بزم میں اور جنگ میں پہچان — ہر راہ میں ہر ساتھ میں ہر سنگ میں پہچان
ہر عزم و ارادہ میں ہر آہنگ میں پہچان — ہر دھوم میں ہر صلح میں ہر جنگ میں پہچان
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

کیا حسن کہیں پایا ہے اللہ ہی اللہ — کیا عشق کہیں چھایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا رنگ یہ رنگوایا ہے اللہ ہی اللہ — کیا نور یہ چمکایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا دھوپ ہے کیا سایہ ہے اللہ ہی اللہ — کیا ڈھر ہے کیا مایا ہے اللہ ہی اللہ

کیا بھید نظیرؔ آیا ہے اللہ ہی اللہ — کیا ٹھاٹھ یہ ٹھیرایا ہے اللہ ہی اللہ

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

نظیرؔ

۱۳ – ترانۂ وحدت

ہر ذرّہ میں ہے ظہور تیرا — ہے برق و شمع میں نور تیرا
افسانہ ترا جہاں جہاں ہے — چرچا ہے قریب و دور تیرا
ہر ذرّۂ خاک میں ہے لمعاں — مخصوص نہیں ہے طور تیرا
محتاج شراب و جام کب ہے — جس دل کو ہوا سرور تیرا
گاتے ہیں سحر ہوا میں کیا کیا — دم بھرتے ہیں سب طیور تیرا

تو جلوہ فگن کہاں نہیں ہے
وہ جا نہیں تو جہاں نہیں ہے

تاروں میں چمک دمک تری ہے — جو رعد میں ہے کڑک تری ہے
اے باعثِ رونقِ گلستاں — شاخوں میں لہک لچک تری ہے

ہر غنچہ میں ہے ترا تبسم — ہر گل میں بھری مہک تری ہے
نغمے مرغانِ خوش گلو کے — کہتے ہیں یہ سب چہک تری ہے
کہتی ہے کلی کلی زباں سے — میری یہ نہیں چٹک تری ہے

شگفتہ ہے تو چمن چمن میں
خنداں ہے گلاب و یاسمن میں

محروم

۱۴۔ خدا کے جلوے

بتاؤ مہرِ منور میں نور کس کا ہے — میانِ انجمِ تاباں ظہور کس کا ہے
یہ تجھ میں اے دلِ شاعر سرور کس کا ہے — دماغِ فلسفی تجھ میں شعور کس کا ہے

یہ سارے جلوے ہیں کس کے خدا کے جلوے ہیں

چھپی ہے رعد میں بجلی میں اور بادل میں — اسی کے دم سے ہے منگل ہر ایک جنگل میں
اسی کی بو ہے گلوں میں اسی کا رس پھل میں — اسی کی نکہتِ تر ہے صبا کے آنچل میں

یہ سارے جلوے ہیں کس کے خدا کے جلوے ہیں

ہر ایک برگِ چمن اس کا ہے پتا دیتا — جو گل سے پوچھو تو وہ بھی ہے مسکرا دیتا

ہر ایک سرو جو انگلی ہی یوں اٹھا دیتا — نشان اس کا ہمیں ہے جس پر ملا دیتا

پیارے جلوے ہیں کس کے خدا کے جلوے ہیں

چمن میں دشت میں وادی میں کوہ و صحرا میں — گہر میں اولے میں شبنم میں ابر و دریا میں

شرر میں شعلے میں آتش میں برق سینا میں — شمیم گل میں نسیم مسرت افزا میں

پیارے جلوے ہیں کس کے خدا کے جلوے ہیں

اسی کے جلوے ہیں سارے جو چشم بینا ہو — تمام ذرے ہیں تارے جو چشم بینا ہو

وہ روبرو ہی ہمارے جو چشم بینا ہو — بشر زباں سے پکارے جو چشم بینا ہو

پیارے جلوے ہیں کس کے خدا کے جلوے ہیں

محروم

۱۵۔ معرفت

مہر میں روپ دکھاتے تجھے دیکھا ہم نے — ماہ میں ماتھا جو دکھاتے تجھے دیکھا ہم نے

نرم آواز نسیموں میں تری ہم نے سنی — آنکھ تاروں میں لڑاتے تجھے دیکھا ہم نے

آبشاروں میں ترا نغمۂ زیبا پایا — پھول میں ہونٹ دکھاتے تجھے دیکھا ہم نے

رعد میں غصہ بھرا حکم ترا ہم نے سنا — برق میں ہنستے ہنساتے تجھے دیکھا ہم نے

سینچ کر خشک زمیں اپنے غلاموں کے لیئے　　کھیتیاں سبز اگاتے تجھے دیکھا ہم نے

حیدؔ عنایات تری ہوں تو گنی بھی جائیں
فیض کا سیل بہاتے تجھے دیکھا ہم نے

؟

۱۶- جلوۂ قدرت

جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا　　تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

دردؔ

گلشن میں پھروں کہ سیرِ صحرا دیکھوں　　یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے　　حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں

گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے　　بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے
ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا　　جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے

انیسؔ

غلط تھا آپ سے غافل گزرنا　　نہ سمجھے ہم کہ اس قالب میں تو تھا

گل و آئینہ کیا خورشید و مہ کیا — جدھر دیکھا تدھر تیرا ہی رو تھا

میر

جہاں تیرے جلوے سے معمور نکلا — پڑی آنکھ جس کو وہ پر طور نکلا
وجود و عدم دونوں گھر پاس نکلے — نہ یہ دور نکلا نہ وہ دور نکلا

داغ

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا — آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے — انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

پتلی کی طرح نظر سے مستور ہے تو — آنکھیں جسے ڈھونڈتی ہیں وہ نور ہے تو
نزدیک رگِ جاں سے ہے اس پر یہ بُعد — اللہ اللہ کس قدر دور ہے تو

انیس

یہ دربار ہے خالقِ دو جہاں کا — ادب اپنا سکہ بٹھائے ہوئے ہے
نہ سمجھو کہ حاضر نہیں حق تعالےٰ — یہ عالم خود آنکھیں جھکائے ہوئے ہے

اکبر

مقدور نہیں اس کی تجلی کے بیاں کا — جوں شمع سراپا ہو اگر صرف زباں کا

پردہ کو تعین کے درِ دل سے اٹھا دے　　کھلتا ہے ابھی پل میں طلسمات جہاں کا

سودا

گر معرفت کا چشمِ بصیرت میں نور ہے　　تو جس طرف کو دیکھئے اُس کا ظہور ہے
آتی ہے دل میں اوہی صورت نظر مجھے　　شاید یہ آئینہ بھی کسی کے حضور ہے

درد

چاروں طرف سے صورتِ جاناں ہو جلوہ گر　　دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

آتش

۱۷- رموزِ وحدت

آنکھیں جو ہوں تو عین ہے مقصود ہر جگہ　　بالذات ہے جہاں میں وہ موجود ہر جگہ
واقف ہو شانِ بندگی سے قیدِ قبلہ کیا　　سر ہر کہیں جھکا کہ ہے محبوب ہر جگہ

گہ گُل ہے گاہ رنگ گہے باغ کی ہے بو　　آتا نہیں نظر وہ طرحدار ایک طرح
نیرنگ حُسنِ دوست سے کر آنکھیں آشنا　　ممکن نہیں وگرنہ ہو دیدار ایک طرح

جلد (۱)

ہے ما سوا کیا جو میرؔ کہیے — آگاہ سارے اِس سے ہیں آگاہ
جلوے ہیں اس کے شانیں ہیں اس کی — کیا روز کیا خور کیا رات کیا ماہ
ظاہر کہ باطن اوّل کہ آخر
اللہ اللہ اللہ اللہ

گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شورِ جہاں — سب کی آواز کے پردے میں سخن ساز ہے ایک

مظاہر سب اُس کے ہیں ظاہر ہے وہ — تکلف ہے یاں جو چھپاتے ہیں لوگ
عجب کی جگہ ہے کہ اس کی جگہ — ہمارے تئیں ہی بتاتے ہیں لوگ
رہے ہم تو کھوئے گئے سے سدا
کبھو آپ میں ہم کو پاتے ہیں لوگ

تری آہ کس سے خبر پایئے — وہی بے خبر ہے جو آگاہ ہے

ہستی اپنی ہے بیچ میں پردہ — ہم نہ ہو ویں تو پھر حجاب کہاں
سراپا آرزو ہونے نے بندہ کر دیا ہم کو — وگرنہ ہم خدا تھے گر دلِ بے مدعا ہوتے
الٰہی [illegible] بندگی خواہش — ہمیں تو شرم دامن گیر ہوتی ہے خدا ہوتے

نہ کھینچیں کیوں کہ نقصاں ہم تو قیدی ہیں تعین کے ‌ ‌ ‌ خودی سے کوئی نکلے تو اسے ہوئے خدا حاصل

پھر اُٹھا ست سر اپنا گراں گو شوق کی مجلس میں

سنے کوئی تو کچھ کہئے بھی ایسے کہنے کا حاصل

مسیر

۱۸۔ معرفت

حسنِ پری اک جلوۂ مستانہ ہے اُس کا ‌ ‌ ‌ ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اُس کا

وہ شوخ نہاں گنج کی مانند ہے اس میں ‌ ‌ ‌ معمورۂ عالم جو ہے ویرانہ ہے اس کا

جو چشم کہ حیراں ہوئی آئینہ ہے اُس کی ‌ ‌ ‌ جو سینہ کہ صد چاک ہوا شانہ ہے اُس کا

دل قصرِ شہنشہ ہے وہ شوخ اس میں شہنشاہ ‌ ‌ ‌ عرصہ یہ دو عالم کا جلوخانہ ہے اُس کا

وہ یاد ہے اس کی جو بھلا دے دو جہاں کو ‌ ‌ ‌ حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اُس کا

آوارگیِ نکہتِ گل ہے یہ اشارہ ‌ ‌ ‌ جامہ سے وہ باہر ہے جو دیوانہ ہے اُس کا

یہ حال ہوا اُس کے فقیروں سے ہویدا ‌ ‌ ‌ آلودۂ دُنیا جو ہے بیگانہ ہے اُس کا

شکرانۂ ساقیِ ازل کرتا ہے آتش

لبریز مئے شوق سے پیمانہ ہے اُس کا

آتش

جلد ۱

۱۹- معرفت

تھا مستعار حسن سے اُسکے جو نور تھا — خورشید میں بھی اس ہی کا ذرّہ ظہور تھا

پہنچا جو آپ کو تو میں پہنچا خدا کے تئیں — معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی دور تھا

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم — یک شعلہ برقِ خرمنِ صد کوہِ طور تھا

مجلس میں رات ایک ترے پرتوے بغیر — کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بے حضور تھا

تھا وہ تو رشکِ حورِ بہشتی ہمیں میں میر
سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تھا

میر

۲۰- محویت

عجب اک جلوہ ترا چار سو ہے — نظر جس طرف کیجئے تو ہی تو ہے

گلستاں میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا — نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

نہ ہوگا کوئی مجھ سا محوِ تصوّر — جسے دیکھتا ہوں سمجھتا ہوں تو ہے

نہیں ہے سوا تیرے کچھ مطلبِ دل — تمنّا تری ہے تری آرزو ہے

چمن میں جو دیکھا تو چرچا ہے تیرا   لبِ برگِ گل پر تری گفتگو ہے
نہیں چاک دامان کوئی مجھ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکرِ رفو ہے

گویا

۲۱۔ معرفت

مشامِ بلبل میں عطرِ گل کی ہنوز بو بھی نہیں گئی ہے
ابھی تو نامِ خدا ہے غنچہ نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے
شہیدائی اتنی ہوا پرستی نشہ میں بیٹھا ہی بھولے ہستی
ہوئی ہے جس مے کی تجھ کو مستی وہ تا گلو ہی نہیں گئی ہے

شہیدائی

۲۲۔ معرفت

دل صاف ہو تو جلوہ گہہ یار کیوں نہو   آئینہ ہو تو قابلِ دیدار کیوں نہو
عالم تمام اسی کا گرفتار کیوں نہو   وہ نازپیشہ ایک ہی عیار کیوں نہو

کامل ہو اشتیاق تو اتنا نہیں ہے دور — حشرِ دگر پہ وعدۂ دیدار کیوں نہو

جلد (۱)

شاید کہ آوے پرسشِ احوال کو کبھو — عاشق بھلا سا ہووے تو بیمار کیوں نہو

نزدیک اپنے ہم نے تو سب کر رکھا ہے سہل — پھر میرؔ اس میں مردنِ دشوار کیوں نہو

تلوار کے تلے بھی ہیں آنکھیں تری اُدھر
تو اُس ستم کا میرؔ سزاوار کیوں نہو

میر

۲۳- عشق

کچھ بھی حاصل نہوا زہد سے نخوت کے سوا — شغل بیکار ہیں سب اُن کی محبت کے سوا

دے سکا کوئی نہ دہری کے وساوس کا جواب — تیرے وارفتۂ دیوانہ طبیعت کے سوا

کون رکھیگا ترے غم سے دل و جاں کو عزیز — کچھ نہیں اور جب اس رنج میں راحت کے سوا

قولِ زاہد کو غلط ہم نہیں کہتے ہیں مگر — اور کچھ ہے بھی شریعت میں طریقت کے سوا

نورِ عرفاں کی عبث ہے دلِ زاہد میں تلاش — اور یہاں خاک نہیں عیشِ اہلِ جنت کے سوا

علم و حکمت کا جنھیں شوق ہو آئیں نہ اِدھر — کچھ نہیں فلسفۂ عشق میں حیرت کے سوا

سب سے منھ موڑ کے راضی ہیں تری یاد میں ہم — اس میں اک شانِ فراغت بھی ہے راحت کے سوا

عقل حیران ہے۔ اے جانِ جہاں راز ترا
کون سمجھے دلِ دیوانۂ حسرت کے سوا

حسرت

۲۴- کیا جانے کیا ہے

دو عالم کی بنا کیا جانے کیا ہے — نشانِ ماسوا کیا جانے کیا ہے
مری نظروں میں ہے اللہ ہی اللہ — دلیلِ ماسوا کیا جانے کیا ہے
حقیقت پوچھ گُل کی بلبلوں سے — بھلا اس کو صبا کیا جانے کیا ہے
نہ اکبر سا کوئی نادان ذی ہوش
ہر اک شے کو کہا کیا جانے کیا ہے

اکبر

۲۵- معلوم نامعلوم

یہی جانا کہ کچھ نہ جانا ہائے — سو بھی اک عمر میں ہوا معلوم
علم سب کو ہے یہ کہ سب تو ہے — پھر ہے اللہ کیا نامعلوم

گرچہ تو ہی ہے سب جگہ لیکن ہم کو تیری نہیں ہے جا معلوم
عشقِ جاناں تمام رکھے گا
ابتدا میں تھی انتہا معلوم

میر

۲۶۔ معرفت

یہی مشہور عالم ہیں دو عالم خدا جانے ملا اب اس سے کہاں ہو
جہاں سجدہ میں ہم نے غش کیا تھا وہی شاید کہ اس کا آستاں ہو

میر

۲۷۔ شوق

گر یاد دے ہیں تجھ کو صبا لے کر جائے شوق مجنوں کو میری اور سے کہیو دعائے شوق
وصل و جدائی سے ہے مبرّا وہ کامِ جاں معلوم کچھ ہوا نہ ہمیں ماسوائے شوق
ہر چار اور اڑتی پھرے ہے ہماری خاک سر سے گئی نہ جی بھی گئے پر ہوائے شوق
دیر و حرم میں ہم کو پھرا تا ہی دیر تک پھر بھی ہمارے ساتھ وہی ہے ادائے شوق

افسوس ایسے کوچے سے تم آشنا نہیں　　کیا دردناک لے بھی ہے کوئی نوائے شوق

درد اور آہ و نالہ کرے ہے دمِ سحر بلبل(۱)　　یک مشتِ پر ہے مرغِ گلستاں بہ پائے شوق

کیا پوچھتے ہو شوق کہاں تک ہے ہمکو میر

مرنا ہے اہلِ درد کا ہے انتہائے شوق

میر

۲۸۔ معرفت

اُسے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا　　اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا

کرے کیا سیرِ دل مُلکِ فنا کی　　کہ اس بازار میں سودا نہ پایا

وہ از خود رفتہ ہوں جسکو خودی نے　　خدائی میں اگر ڈھونڈا نہ پایا

یہی ہر دم ہے زخمِ دل کو رونا　　دہن پایا لبِ گویا نہ پایا

کبھی تو، اور کبھی تیرا رہا غم　　غرض خالی دلِ شیدا نہ پایا

نظیر اس کا کہاں عالم میں اے ذوق

کہیں ایسا نہ پائیگا نہ پایا

ذوق

۲۹- معرفت

کسی پردہ نشیں کا ہے ذوقِ لقا کوئی طرح اب ایسی بتا دے مجھے
کہ اٹھا کے وہ پردۂ شرم و حیا ذرا اپنا جمال دکھا دے مجھے
لگے بات کا میرے ٹھکانا کہاں کہ جب ایک سخن میں وہ سحر بیاں
کبھی عرشِ بریں پہ چڑھا دے مجھے کبھی فرشِ زمیں پہ گرا دے مجھے
نہ ہو دامِ علائقِ جسم اگر کروں گلشنِ قدس کی سیر ظفر
کوئی ایسا ہو کاملِ پاک نظر جو یہ قید ہے اس سے چھڑا دے مجھے

ظفر

۳۰- رہے رہے نہ رہے

یہ درمیاں سے اٹھا دے حجاب کا پردہ — بلا سے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے
بھروں گا نہ بدمِ واپسیں میں دم تیرا — اگرچہ اس میں مرا دم رہے رہے نہ رہے
ترا ہیں دیکھ کے عالم ہوں اور عالم میں — کسے خبر ہے یہ عالم رہے رہے نہ رہے
چراغِ صبح کے مانند دم کا مہماں ہوں — شتاب آ کہ مرا دم رہے رہے نہ رہے

نصیر

۳۱۔ کسی کا جلوہ

جلد (۱)

کبھو غرقِ بحرِ تحیّر رہوں
کبھو سنجیۂ تفکّر رہوں

وہی جلوہ ہر آن کے ساتھ تھا
تصوّر مری جان کے ساتھ تھا

اگر ہوش میں ہوں و گر بے خبر
وہ صورت رہے ہے مرے پیشِ نظر

اسے دیکھوں جیدھر کروں میں نگہ
وہی ایک صورت ہزاروں جگہ

کہیں مہ کا آئینہ درست ہے
کہیں بادۂ حُسن سے مست ہے

کہیں دلبری اُس کو درپیش ہے
کہیں مائلِ خوبیِ خویش ہے

سراپا میں جس جا نظر کیجیے
وہیں عمر اپنی بسر کیجیے

دلِ خو پذیرِ وصالِ دوام
رہی خواب میں روز و شب صُبح و شام

میر

۳۲۔ معرفت

اِدھر اس کی نگہ کا ناز سے آکر پلٹ جاتا
اُدھر مرنا، تڑپنا، غش میں آنا، دم اُلٹ جانا

اِک پردۂ ہستی نہ رہا جوں نظر آیا | وہ پردہ برانداز ہمیں کیوں نظر آیا
اِس مہرِ پُرانوار سے شبنم کی طرح ہم | گم ہوتے گئے ہم کو وہ جوں جوں نظر آیا (جلد ۱)

نظیر

۳۳۔ عقل و عشق

کسی وقت مکتبِ عقل میں بہت علم ہم نے بھی تھا پڑھا
کہ ہر اک سے حجّت و بحث تھی تو اس علم کا یہ کمال تھا
گیا جب کہ مدرسۂ عشق میں تو اب آگے یار وکہوں میں کیا
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق میں جو دھری تھی سو دھری کی دھری رہی

نظیر (تضمین غزل سراج)

۳۴۔ اسرارِ عشق

کچھ حقیقت نہ پوچھو کیا ہے عشق | حق اگر سمجھو تو خدا ہے عشق
عشق ہی عشق ہے نہیں ہے کچھ | عشق بن تم کہو کہیں ہے کچھ

حل ود(۱)

عشق تھا جو رسول ہو آیا ۔۔۔ اُس نے پیغام عشق پہنچایا

عشق حق ہے کہیں نبی ہے کہیں ۔۔۔ ہے محمدؐ کہیں علیؓ ہے کہیں

عشق عالی جناب رکھتا ہے ۔۔۔ جبرئیل و کتاب رکھتا ہے

عشق حاضر ہے عشق غائب ہے ۔۔۔ عشق ہی مظہر العجائب ہے

مجھ سے یہ پوچھ مت کہیں ہے عشق ۔۔۔ عشق ہے بس انھیں جنھیں ہے عشق

جب پتنگا ہوا تھا اُس سے داغ ۔۔۔ تب دیا جی کو اپنے پیش چراغ

عشق کی فاختہ ستم کش ہے ۔۔۔ عشق سے عندلیب دل کش ہے

عشق سے قمری ہے حریفِ سرد ۔۔۔ مہ سے آنکھیں لڑا رہی ہے تذرو

عشق سے دل فگار سارے ہیں ۔۔۔ اس نے کیا کیا جوان مارے ہیں

ایکوں کا جیب تا بداماں چاک ۔۔۔ ایک ڈالے ہے سر کے اوپر خاک

ایک کا شیوہ اس سے نالہ کشی ۔۔۔ ایک کو بیدمی ہے جیسے غشی

ایک کے پھول گل پہ نالے ہیں ۔۔۔ ایک کی جان ہی کے لالے ہیں

چپ لگی ہے کسو کو اس کے سبب ۔۔۔ بند رہتے نہیں کسو کے لب

کوئی باتیں کرے ہے شوق کے ساتھ ۔۔۔ کوئی چپکا ہوا ہے ذوق کے ساتھ

کسو کو فکر کوئی ذاکر ہے ۔۔۔ کوئی صابر ہے کوئی شاکر ہے

سیر قابل ہیں اُن کے دیوانے سُننے کی گوں ہو اُن کے افسانے

شان ارفع ہو جن کی خوار ہیں یاں
عقل والے جنوں شعار ہیں یاں

کیا حقیقت کہوں کہ کیا ہی عشق حق شناسوں کے ہاں خدا ہی عشق
عشق سے جا نہیں کوئی خالی دل سے لے عرش تک بھرا ہی عشق
کون مقصد کو عشق بن پہنچا آرزو عشق مدّعا ہے عشق

اور تدبیر کو نہیں کچھ دخل
عشق کے درد کی دوا ہی عشق

ارض و سما میں عشق ہے سارا چار سُو اور بھرا ہے عشق
ہم ہیں جناب عشق کے بندے نزدیک اپنے خدا ہی عشق

ظاہر باطن اوّل آخر پائیں بالا عشق ہی سب
نور و ظلمت معنی صورت سب کچھ آپ ہی ہوا ہی عشق

میر

جلد ۱۱

۳۵ - جذب

عشق کی خلقت سے آگے میں ترا دیوانہ تھا
سنگ میں آتش تھی جب تو شمع میں پروانہ تھا

کل تو مست اس کیفیت سے تھا کہ آتے دیر سے
بھر نظر جو مدرسہ دیکھا سو وہ مے خانہ تھا

اختلاطِ اہلِ آبادی سے دل آیا ہے تنگ
اے خوشا وقتے کہ تنہا ہم تھے اور ویرانہ تھا

سودا

۳۶ - وجد

نالہ کہتا ہے کہ تا چرخِ زحل جاؤں گا — بلکہ میں توڑ کے اس کو بھی نکل جاؤں گا
آج گر راہ نہ پاؤں گا تو کل جاؤں گا — کوچۂ یار میں پر سر ہی کے بل جاؤں گا
دل سے کہتا ہوں کہ تو ساتھ نہ لے جا مجھ کو — جا کے اُں میں ترے قابو سے نکل جاؤں گا
دل یہ کہتا ہے مجھے سینہ روزن سے نکل — ورنہ خوں ہو کے میں آنکھوں سے نکل جاؤں گا

گر پڑا آگ میں پروانہ دمِ گرمیِ شوق سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤنگا
کہتا پیراہنِ گل ہی یہ نزاکت سے نسیم ہاتھ مجھ کو نہ لگانا کہ نکل جاؤنگا
میں وہ مشتاقِ شہادت ہوں کہ سر دینے کو
پائے کوباں تہہِ شمشیرِ اجل جاؤنگا

ذوق

۳۷- مجذوب کی بڑ

ہم وحشیوں کے دل میں کچھ اور ہی اُمنگ ہے
وحشت بھری ہے اور ہی اور ہی ترنگ ہے
ان گم شدوں کے آگے تو عنقا بھی ذنگ ہے
اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
نے فکر صبح کی نہ غمِ شام تھا ہمیں
نے شوقِ بادہ تھا نہ سرِ جام تھا ہمیں

جب تک عدم میں تھے عجب آرام تھا ہمیں
اس ہستیِ خراب سے کیا کام تھا ہمیں
اے نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

جلد(۱)

نے یاں ہوا نے آب ہی نے حرص نان کی
نے دہشتِ سقر نہ ہوس ہے جنان کی
زاہد یہ باتیں سب ہیں ترے امتحان کی
فارغ ہو بیٹھ فکر سے دونوں جہان کی
خطرہ جو ہے سو آئینۂ دل پہ زنگ ہے

درد

۳۸ — مئے بیخودی

ہو صرفِ شراب کاش ساقی	یہ شیشۂ عمر ہے جو باقی
ہیں قابلِ سیر خرقہ پوشاں	دریا دلیِ شراب نوشاں
کہتے گئے صاحبِ کرامات	ہم بھی نہیں قابلِ خرابات
جو لوگ کہ اس جگہ سے اٹھے	کب حلقۂ خانقہ سے اٹھے

یاں پیتے ہیں جام بیخودی کا ہے دور مدام بیخودی کا
از خود شدن اک مقام ہیگا وہ مرتبہ یاں مدام ہیگا
بیخود ہو کہ یہ حجاب اٹھے دل یاں سے کہیں شتاب اٹھے
پہنچیں ہیں خدا کو بیخودی سے پاتے ہیں خدا کو بیخودی سے
پی جرعہ و ہوش کو دعا کہہ ہر بار فروش کو دعا کہہ

جوشش ہیں بادۂ کہن سال
عبرت ہو جسے خوش اس کا احوال

اب دل میں مرے بھی جوش آیا اب وقتِ وداعِ ہوش آیا
مستی کی مجھے بھی خواہشیں ہیں اس عقل سے دل کو کاہشیں ہیں
کھینچوں میں کہاں تلک دمِ سرد ساقی وہ شرابِ شعلہ پرورد
وہ داروئے دردِ بے حضوراں وہ مایۂ نورِ چشمِ کوراں
سرمایۂ عمرِ جاودانی یعنی وہی آبِ زندگانی
وہ جس سے غبارِ دل کا دھوؤں مینا کے گلے سے مل کے روؤں
وہ موجبِ دل خوشی کہاں ہے وہ دار وئے بے ہشی کہاں ہے
لا اس کو جو آستین جھاڑوں پھر ہاتھ چلے تو جیب پھاڑوں

(۱)

بے ہوشِ شرابِ ناب رہیئے — یوں تا بکجا کباب رہیئے

ہے مستی بیخودی ضروری

کھل جائے مقامِ بے شعوری

دل غم سے بھرا ہے زور میرا — تا عرش گیا ہے شور میرا

ہے دل میں کہ گل کی آرزو ہو — شیشہ ہو بغل میں اور تو ہو

ہر گام پہ لغزشِ قدم ہو — تکلیفِ شراب دمبدم ہو

جب سجدہ کناں ہوں صبح خیزاں — جب کاکلِ صبح ہو پریشاں

جب نکلے ستارۂ سحر گہ — کر نعرۂ الصبوح یک رہ

ہے ذوقِ شرابِ صبح گاہی — بے لطف نہیں ہے روسیاہی

شیشہ مرے منہ کو تو لگا دے — کر ایسی نگاہ جو جھکا دے

جب بیخودی بتمام آوے — سر پر مرے ہوش رو کے جاوے

رخصت ہے تجھے کہ میں تھونگا — بے ہوش و خرد ہی پھر رہونگا

جیتا تو کرونگا شکر تیرا

ہو ورنہ قبول عذر میرا

کیا میر شراب تو نے پی ہے — بیہودہ یہ گفتگو جو کی ہے

تو کا ہے کو اتنا ہرزہ گو تھا | کب در گردِ شراب تو تھا
بس میر سے زباں کو اب نہ تر کر | مستی سخن پہ ٹک نظر کر

ہے نشۂ سامعہ دو بالا
پھر حرف نہ جائیگا سنبھالا

میر

جلد (۱)

۳۹-معرفت

گور کنج فراغ ہے اپنا | داغ اپنا چراغ ہے اپنا
کون کنجِ حزن میں ہے دم ساز | ایک دلسوز داغ ہے اپنا
ڈھونڈھتا ہے خدا کو تو زاہد | ہم کو قصدِ سراغ ہے اپنا

اے ظفر کیجئے سیر وسعتِ دل
کہ یہی باغ وراغ ہے اپنا

ظفر

۴۰۔ معرفت

نہ درویشوں کا خرقہ چاہیئے نہ تاجِ شاہانہ
مجھے تو ہوش دے اتنا کہ ہوں میں تجھ پہ دیوانہ
کتابوں میں دھرا کیا ہے بہت لکھ لکھ کے دھو ڈالیں
ہمارے دل پہ نقشِ کالحجر ہے تیرا فرمانہ
نہ دیکھا وہ کہیں جلوہ جو دیکھا خانۂ دل میں
بہت مسجد میں سر مارا بہت سا ڈھونڈا بُت خانہ

ظفر

۴۱۔ دل

طریقِ عشق میں ہے رہنما دل
پیمبر دل ہے، قبلہ دل، خدا دل
گئے وحشت سے باغ و راغ میں تھے
کہیں ٹھیرا نہ دُنیا سے اُٹھا دل
اسیری میں تو کچھ وہ اشد کبھو تھی
رہا غمگیں ہوا جب سے رہا دل
ہوا پژمردہ و بے صبر و بے تاب
کریگا اس طرح کب تک وفا دل

چپ چپ اب نالوں سے اے بلبل نہ کر آزارِ دل
کم دماغی ہے بہت مجھکو کہ ہوں بیمارِ دل

ابتدا ہے خبط میں ہو نا تدارک کچھ تو تھا
اب کوئی سنبھلے ہے مجھسے وحشتِ بسیارِ دل

باغ سے لی دشت تک رکھتی ہیں اک شورِ عجب
ہم اسیرانِ قفس کے نالہائے زارِ دل

یک توجہ میں ہے ہے ہے سیر اس کی عرش پر
عقل میں آتے نہیں ہیں طرفہ کارِ دل

ماہیتِ دو عالم کھاتی پھرے ہے غوطے
ایک قطرہ خون یہ دل کا طوفاں ہے ہمارا

کرتا ہے کام وہ دل جو عقل میں نہ آوے
گھر کا مشیر کتنا نادان ہے ہمارا

قصرِ جناں تو ہم نے دیکھا نہیں جو کہئے
شاید نہ ہوئے دل سا کوئی مکاں زمیں پر

نہ تنگ کر اسے اے فکرِ روزگار کہ میں
دل اس سے دم کے لئے مستعار لایا ہوں

میر

۴۲ - دل

نا وہ آگ میں نا وہ جل میں
وہ دل میں دل تیری بغل میں

بشرطے تو بھی ہو آگاہ دل سے

دل ہی مسجد دل ہی مندر　　جو چاہے سو دل کے اندر
نہیں بہتر پرستش گاہ دل سے

کس سے کہئے کون اب مانے　　جی کے بھید کو جی ہی جانے
ظفر ہوتی ہے دل کو راہ دل سے

ظفر

علد (۱)

۳۴۔ معرفت

اے درد شبِ قدر ہے ہر زلفِ سیاہ
گر دل سے ہے راہ

ہر خط میں لکھی ہوئی ہیں آیاتِ خدا
کر ٹک تو نگاہ

جوں آئینہ حیران ہوں میں سر تا پا
ہے عشق گواہ

آتا ہی نظر حسن میں جلوہ کیا کیا
اللہ اللہ

درد

جلد (۱)

۴۴ - سیرِ باطن

ڈھونڈا کیا اُس کو سارے زمانہ میں چارسو — کو کو پکارتا رہا ہر چند کو بکو
آخر ہوا یہ علم مجھے بعدِ جستجو — او در دلِ من ست و دلِ من بدستِ او
چوں آئینہ بدستِ من و من در آئینہ

کرتا ہے آہ کس لیئے بیکار جستجو — باہر تلاش میں کہاں پھرتا ہے چارسو
کیا کہہ رہا ہے سن تو ذرا دل کی گفتگو — او در دلِ من ست و دلِ من بدستِ او
چوں آئینہ بدستِ من و من در آئینہ

آتی ہے ہر نفس میں اسی کی لطیف بو — مخفی ہے دل کے پردہ میں حُسنِ رُخِ نکو
ہے جلوہ بخش حضرتِ "ھو" دل میں ہو بہو — او در دلِ من ست و دلِ من بدستِ او
چوں آئینہ بدستِ من و من در آئینہ

پردہ نہیں حجاب نہیں کوئی روبرو — تو اُس کا شیفتہ ہے اُسے تیری جستجو
گردن جھکا کے دیکھ تو خود ہی کہیگا تو — او در دلِ من ست و دلِ من بدستِ او
چوں آئینہ بدستِ من و من در آئینہ

امجد

۴۵۔ معرفت

(۱)

وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دیے　　پردے تعینات کے جو تھے اُٹھا دیے

ہوں کشتۂ تغافلِ ہستیِ بے ثبات　　خاطر سے کون کون نہ اُس نے بھلا دیے

دونوں جہان کی نہ رہی پھر خبر اُسے　　دو پیالے تیری آنکھوں نے جسکو پلا دیے

چاہو وفا کرو نہ کرو اختیار ہے
خطرے جو اپنے جی میں تھے وہ سب اُٹھا دیے

درد

۴۶۔ معرفت

تجھے نقشِ ہستی مٹایا تو دیکھا　　جو پردہ تھا حائل ہٹایا تو دیکھا

یہ سب تیرے ہی حُسن کا پرتو ہے　　نہ دیکھا تجھے تیرا سایہ تو دیکھا

یہاں ہر شرر شعلۂ طور سا ہے　　یہ جلوہ جو دل کو جلایا تو دیکھا

بُرا مانیے مت مرے دیکھنے سے　　ہمیں حق نے ایسا بنایا تو دیکھا

نہوں کیونکہ ممنون پیرِ مغاں کا　　یہ عالم جو ساغر پلایا تو دیکھا

ممنون

جلد (۱)

۴۷۔ مناجات

یا مجھے افسرِ شاہانہ بنایا ہوتا — یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

اپنا دیوانہ بنایا مجھے ہوتا تو نے — کیوں خرد مند بنایا نہ بنایا ہوتا

خاکساری کے لیئے گرچہ بنایا تھا مجھے — کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا

نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھ کو — عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

دلِ صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن — زلفِ مشکیں کا ترے شانہ بنایا ہوتا

صوفیوں کے جو نہ تھا لائقِ صحبت تو مجھے — قابلِ جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا

تھا جلانا ہی اگر دوریِ ساقی سے مجھے — تو چراغِ درِ میخانہ بنایا ہوتا

شعلۂ حسن چمن میں نہ دکھایا اس نے — ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا

روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

ظفر

۴۸۔ آرزو

یا مجھے افسرِ شاہانہ بنایا ہوتا   یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا
اور یا خاک سے ایسا نہ بنایا ہوتا

اس خرد نے مجھے سرگشتہ و حیران کیا   کیوں خرد مند بنایا نہ بنایا ہوتا
تو نے اپنا مجھے دیوانہ بنایا ہوتا

نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھ کو   عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا
دل کو میرے خم و خمخانہ بنایا ہوتا

صوفیوں کے جو نہ تھا لائقِ صحبت تو مجھے   قابلِ جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا
باعثِ غلغلِ مستانہ بنایا ہوتا

روزِ معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفرؔ   ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا
بلکہ بہتر تو یہی تھا نہ بنایا ہوتا

ظفرؔ

۴۹۔ عالمِ آزادگاں

عالمِ آزادگاں ہے اِک جہاں سب سے الگ
ہے زمیں اُن کی اور اُن کا آسماں سب سے الگ

پاک ہیں آلائشوں سے، بندشوں میں بے لگاؤ
رہتے ہیں دُنیا میں سب کے درمیاں سب سے الگ

دوست کے ہیں جاں نثار اپنا ہو یا بیگانہ ہو
ہے عشیرہ اور اُن کا دُودماں سب سے الگ

سب کی سُن لیتے ہیں لیکن اپنی کچھ کہتے نہیں
ہے کوئی بھیدی اور اُن کا رازداں سب سے الگ

جا بجا نچتے اور رَوندتے ہیں خود لیکے اپنا امتحاں
رکھتے ہیں اپنا طریقِ امتحاں سب سے الگ

اِک چمن بہرِ تفرج رکھتے ہیں زیرِ بغل
روضہ و بُستان و فردوسِ جناں سب سے الگ

کلبۂ احزاں ہے روشن اُن کا جس مہتاب سے
ہے وہ نورِ مہر و ماہ و کہکشاں سب سے الگ

سیکڑوں پھندوں میں یہاں جکڑا ہوا ہے بند بند
پر ٹٹولے کوئی دل اُن کا تو واں سب سے الگ

شاعروں کے ہیں سب اندازِ سخن دیکھے ہوئے
دردمندوں کا ہے دکھڑا اور بیاں سب سے الگ

مال ہے نایاب پر گاہک ہیں اکثر بے خبر
شہر میں کھولی ہے حالیؔ نے دکاں سب سے الگ

حالیؔ

۵۰۔ بے خودی

تمہارے عاشق کو کیا ہوا ہے نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے
وہ مست مجذوب بن گیا ہے نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

کیا جسے تو نے محوِ حیرت دکھا کے آئینہ وار صورت
وہ تیری صورت کو تک رہا ہے نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

کھلی ہے جس پر کہ کچھ حقیقت وہ کھول کر دیں بصیرت
تماشے قدرت کے دیکھتا ہے نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

کریں نکیریں قبر میں گر سوال سو سو طرح سے آکر
جو کشتۂ چشمِ سرمہ سا ہے نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

ظفر جسے اس پری نے اپنا جمال دکھلایا حیرت افزا
وہ نقشِ دیوار ہو گیا ہے نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

ظفر

۵۱۔ دعائے دیوانہ

الٰہی دلِ مبتلا چاہتا ہوں — فنائے خودی سے خدا چاہتا ہوں
نگاہِ محبت نما چاہتا ہوں — کہوں کیا میں تجھ سے میں کیا چاہتا ہوں

تپش دے خلش دے غمِ جانگسل دے
مرے دینے والے مجھے دردِ دل دے

نہیں چاہیئے مجھ کو آرام کا دل — نہیں چاہتا میں دو دام کا دل
ہے پہلو میں میرے فقط نام کا دل — نہیں درد جب دل ہی کس کام کا دل

تپش دے خلش دے غمِ جانگسل دے
مرے دینے والے مجھے دردِ دل دے

(جلد ۱)

دلِ غمزدہ کو کبھی شاد کر دے
شب و روز مصروفِ فریاد کر دے
مری اُجڑی بستی کو آباد کر دے
مری خاک اُلفت میں برباد کر دے

تپش دے خلش دے غمِ جانگسل دے
مرے دینے والے مجھے دردِ دل دے

مجھے جامِ صہبا سے حدت عطا کر
پھڑکتا رہے دل وہ لذت عطا کر
نہ دولت نہ ثروت نہ حشمت عطا کر
مجھے صرف اپنی محبت عطا کر

تپش دے خلش دے غمِ جانگسل دے
مرے دینے والے مجھے دردِ دل دے

نہیں جسمِ لاغر کو خلعت کی خواہش
نہیں جانِ محزوں کو راحت کی خواہش
فقیروں کو کیا ہوگی دولت کی خواہش
نہیں خاکساروں کو رفعت کی خواہش

تپش دے خلش دے غمِ جانگسل دے
مرے دینے والے مجھے دردِ دل دے

میں اڑ جاؤں رنگِ رخ زرد ہو کر — نہ لوں چین اک جا بے دل سرد ہو کر
تجسس میں تیری رہوں گرد ہو کر — ہمیشہ تڑپتا رہوں درد ہو کر

تپش دے خلش دے غمِ جانگسل دے
مرے دینے والے مجھے دردِ دل دے

الٰہی دلِ پاک احمدؐ کا صدقہ — نبیِ مکرم کے گنبد کا صدقہ
ترے درد والوں کے مشہد کا صدقہ — محبت عطا کر محمدؐ کا صدقہ

تپش دے خلش دے غمِ جانگسل دے
مرے دینے والے مجھے دردِ دل دے

امجد

۵۲ - بانسری بجائے جا

دیکھو نکلا آفتاب رات کی جا چکی برات — بانسری کی دھن میں ہے گوش بہ نغمہ کائنات
کیا ہی دلفریب ہے تیری بانسری کی بات — کرنیں ناچنے لگیں بانسری کی سُر کے ساتھ

اے فقیرِ بے نوا بانسری بجائے جا

جلد(۱)

شعلہائے عشق سے شمعِ دل جلائے جا — نے کی چشمِ زار سے سیلِ خوں بہائے جا
مستِ نازِ حسن کو خواب سے جگائے جا — سوزِ دل سنائے جا۔ غم کا راگ گائے جا

اے فقیرِ بے نوا بانسری بجائے جا

اپنی بانسری ملا۔ نغمۂ حجاز سے — ہو حقیقت آشنا صورتِ حجاز سے
کھنچا ہو دردِ دل اگر شوخِ مستِ ناز سے — بھیرویں کا راگ چھیڑ سوز اور گداز سے

اے فقیرِ بے نوا۔ بانسری بجائے جا

سوزِ صدائے نے نہیں ہے اثرِ سنانِ غم — آہ غضب ہے کس قدر درد بھرا بیانِ غم
درگہِ شاہِ حسن میں پیش کر ارمغانِ غم — شوق سے سن رہا ہے وہ تیری داستانِ غم

اے فقیرِ بے نوا۔ بانسری بجائے جا

گرچہ چھپا نہیں ہے کچھ حال ترا علیم سے — لیک بے نیاز ہے اُس کی صفتِ قدیم سے
کھینچ تو آہِ شعلہ زا، سوزِ دلِ دونیم سے — مل ہی رہیگا کچھ نہ کچھ بارگہِ کریم سے

اے فقیرِ بے نوا بانسری بجائے جا

تیرا گزر محال ہے خستہ دل اس مکان تک — سیکڑوں بے نشاں ہوئے مل نہ سکا نشان تک
جا نہیں سکتا اس جگہ گرچہ ترا گمان تک — پر ترے درد کی صدا پہنچیگی اُس کے کان تک

اے فقیرِ بے نوا۔ بانسری بجائے جا

۲ مجید

۵۳ - راضی برضا

جو فقر میں پورے ہیں وہ ہر حال میں خوش ہیں — ہر کام میں ہر دام میں ہر حال میں خوش ہیں
گر مال دیا یار نے تو مال میں خوش ہیں — بے زر جو کیا تو اسی احوال میں خوش ہیں
افلاس میں ادبار میں اقبال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

چہرے پہ ملالت نہ جگر میں اثرِ غم — ماتھے پہ کہیں چین نہ ابرو میں کہیں خم
شکوہ نہ زباں پر نہ کبھی چشم ہوئی نم — غم میں بھی وہی عیش الم میں بھی وہی دم
ہر بات ہر اوقات ہر افعال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

جینے کا نہ اندوہ نہ مرنے کا ذرا غم — یکساں ہے انھیں زندگی اور موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اک دم — نہ شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی پہر مہ و سال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

اُن کے تو جہاں ہیں عجب عالم ہیں نظیر آہ — اب ایسے تو دنیا میں بھی کم ہیں نظیر آہ

کیا جانئے فرشتے ہیں کہ آدم ہیں نظیر آہ (بلدرا) — ہر وقت میں ہر آن میں خرم ہیں نظیر آہ

جس ڈھال میں رکھا وہ اسی ڈھال میں خوش ہیں

پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

نظیر

۵۴- فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ہیں عاشق اور معشوق جہاں واں شاہ وزیری ہے بابا

نہ رونا ہے نہ دھونا ہے نہ دردِ اسیری ہے بابا

دن رات بہاریں چہلیں ہیں اور عشق صغیری ہے بابا

جو عاشق ہوئے سو جانے ہے یہ بھید فقیری ہے بابا

ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا

جب عاشق مست فقیر ہوئے پھر کیا دلگیری ہے بابا

ہے چاہ فقط اک دلبر کی پھر اور کسی کی چاہ نہیں

اک راہ اسی سے رکھتے ہیں پھر اور کسی سے راہ نہیں

یہاں جتنا رنج و تردد ہے ہم ایک سے بھی آگاہ نہیں
کچھ مرنے کا سندھیہ نہیں کچھ جینے کی پروا نہیں

جلد ۱

ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا
جب عاشق مست فقیر ہوئے پھر کیا دلگیری ہے بابا

کچھ ظلم نہیں کچھ زور نہیں کچھ داد نہیں فریاد نہیں
کچھ قید نہیں کچھ بند نہیں کچھ جبر نہیں آزاد نہیں

شاگرد نہیں اُستاد نہیں ویران نہیں آباد نہیں
ہیں جتنی باتیں دنیا کی سب بھول گئے کچھ یاد نہیں

ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا
جب عاشق مست فقیر ہوئے پھر کیا دلگیری ہے بابا

جس سمت نظر بھر دیکھتے ہیں اُس دلبر کی پھلواری ہے
کہیں سبزی کی ہریالی ہے کہیں پھولوں کی گلکاری ہے

دن رات مگن خوش بیٹھے ہیں اور آس اسی کی بھاری ہے
بس آپ ہی وہ داتاری ہے اور آپ ہی وہ بھنڈاری ہے

ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا
جب عاشق مست فقیر ہوئے پھر کیا دلگیری ہے بابا

نت عشرت ہے نت فرحت ہے نت راحت ہے نت شادی ہے
نت مہر و کرم ہے دلبر کا نت خوبی خوب مرادی ہے
جب اُمڈا دریا اُلفت کا ہر چار طرف آبادی ہے
ہر رات نئی اِک شادی ہے ہر روز مبارکبادی ہے

ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا
جب عاشق مست فقیر ہوئے پھر کیا دلگیری ہے بابا

ہم چاکر جس کے حسن کے ہیں وہ دلبر سب سے اعلیٰ ہے
اُس نے ہی ہم کو جی بخشا اُس نے ہی ہم کو پالا ہے
دل اپنا بھولا بھالا ہے اور عشق بڑا متوالا ہے
کیا کہیئے اور نظیرؔ آگے اب کون سمجھنے والا ہے

ہر آن ہنسی ہر آن خوشی ہر وقت امیری ہے بابا
جب عاشق مست فقیر ہوئے پھر کیا دلگیری ہے بابا

نظیرؔ

۵۵- سبیلِ عرفان

خوشا ہمتِ سالکانِ سبیل
کہ اس رہ کے چلتے ہیں فرسنگ میل

یہی راہ شمشیر کی دھار ہے
یہیں ہر قدم نیشتر زار ہے

اُسی شخص کو مرد کہتے ہیں ہم
کہ اس رہ میں اترے وہ ثابت قدم

کہ یک مو اگر یاں سے ٹل جائے پاؤں
تو اس کو کہیں ٹھور ہے پھر نہ ٹھاؤں

یہ کب آئے ہر بے ہنر سے یہ کام
کہ بازی ہے یہ شغلِ سندان و جام

نہ جس کو کیا عشق کے غم نے شاد
بصد کام یاں سے گیا نامراد

ہے مانا بسیماب عاشق کا حال
کہ بے طاقتی سے ہے جینا محال

یہ مرنے میں اس کے یہ تاثیر ہے
کہ جب مر چکے پھر اکسیر ہے

عجب رہ ہے قائم رہِ اہلِ دید
ہے جینے میں واں عیش مرنے میں عید

قائم

۵۶۔ معرفت

باطن سے جنھوں کے تئیں خبر ہے — ظاہر یہ انھیں تو کب نظر ہے
پتھر میں بھی عشق کا اثر ہے — اس آگ سے سوختہ جگر ہے
ہر سنگ میں دیکھ تو شرر ہے

خاموش ہو ترک گفتگو کر — باطن کے صفا کی جستجو کر
حیرت میں وصالِ آرزو کر — آئینۂ دل کو روبرو کر
دیدار نصیب ہر نظر ہے

ہستی نے کیا ہے گرم بازار — لیکن ہے یہاں نگاہ درکار
سختی سے نہ رکھ قدم تو زنہار — آہستہ گزر میانِ کہسار
ہر سنگ دکانِ شیشہ گر ہے

دیدار نما ہے شاہدِ گل — اور زلف کشا عروسِ سنبل
جب دل نے مرے کیا تامّل — تب پردۂ رنگ و بو گیا کھل
دیکھا تو بہار جلوہ گر ہے

نزدیک و بعید ہے برابر — مت ہو دم یاس سے مکدّر

آئینۂ وہم ہے سراسر ۔۔۔ مانند نگہ نکل تو باہر
تیرے تئیں تجھ تلک سفر ہے

ہر عجز میں کبریا ہی محجوب ۔۔۔ ہر نقص میں ہے کمال مطلوب
کوئی بھی نہیں جہاں میں معیوب ۔۔۔ آتے ہیں مری نظر میں سب خوب
گر عیب ہے پردۂ ہنر ہے

اے درد رموزِ کبریائی ۔۔۔ کب سمجھے ہے زاہدِ ریائی
بے عجز نہیں ہے واں رسائی ۔۔۔ ہے ہم کو جہاں پہ پر کشائی
پروازِ شکستِ بال و پر ہے

درد

۵۷۔ ہدایت

یہ کہنے لگا مجھ سے وہ عرش جاہ ۔۔۔ یہاں آنے کی ایک اقرب ہے راہ
اسی راہ سے اِس کو لانا اِدھر ۔۔۔ کہ ہو منزلوں کی اسے سب خبر
یہ کہنا تو اُس سے کہ سب چھوڑ کر ۔۔۔ ادھر آ طلسمِ خودی توڑ کر
جسے چاہتے ہیں بُلاتے ہیں ہم ۔۔۔ نظر کرن اپنا بناتے ہیں ہم

یہ لے اُس کو دنیا تو لوحِ یقیں — بتا دے گی منزل کا یہ سب کہیں

۱) مقامِ اوّل اس کا ہے بابِ مجاز — یہ کہتا کُھلیگا وہاں علمِ راز

ہدایت کرے لوح جس بات کی — وہاں تجھ کو اب سب ہے کرنا وہی

جو وادیِ حیرت کی حد آئے گی

تو یہ لوح آئینہ بن جائے گی

نہ دیکھے گا کوئی تو اپنے سوا — انا الحق کی ہر سمت ہوگی صدا

وہاں سے جو گزرے گا ہے دشتِ ہُو — نظر آئے گا ایک ہی چار سو

جو کچھ حق ہے دیکھے گا تو بس ہاں — نہو گا کوئی واسطہ درمیاں

وہاں سے ہے آگے یہی سرزمیں — ملیں گے یہاں تجھ سے پہلے ہمیں

یہاں تیری نظروں میں اسے مہ لقا — رہے گا نہ کوئی ہمارے سوا

بس اک عالمِ قدس ہوگا یہاں — نقد نہ تمیز کا کچھ نشاں

نہیں منزلِ عشق میں انتظام

ہیں دکھلانے پر تجھ کو سارے مقام

بینظیر

۵۸ - راز و نیاز

پلا ساقیا بادۂ وصلِ یار — کہ ہو چودھویں شب کی دُونی بہا

دئیے جا وہی مایۂ اختصاص — ازل سے ہوں میں تیرا محبوبِ خاص

چکھا مجھ کو جامِ بشارت سی آج — بنا کامل اپنی عنایت سے آج

وہ بھیگی ہوئی آبِ رحمت سے رات — کہ تردامنوں کی ہو جس سی نجات

وہ شبنم کی خنکی وہ ٹھنڈی ہوا — وہ اشجار و آبِ رواں کی خفا

نجوم و قمر کا وہ عکس آب میں — وہ پانی میں جلتی ہوئی مشعلیں

وہ ہر سمت چھایا ہوا نورِ بدر — وہ شب لیلۃ القدر کو جس کی قدر

بھری نور سے ڈالی ڈالی تمام — وہ اغیار سے بزم خالی تمام

نہ کوئی مصاحب نہ کوئی مشیر
حضوری میں حاضر فقط بینظیر

محبت دوئی کو مٹانے لگی — تکلف کا پردہ اُٹھانے لگی

بنا بسترِ عیش حسنِ قبول — بچھانے لگی شوخیِ ناز پھول

چمکنے لگا چہرہ اُمید کا — نگاہوں میں رنگ آ گیا دید کا

کلی آرزو کی چٹکنے لگی — وفا پنکھڑی سی مہکنے لگی
تمنائیں ہمدم بنیں شوق کی — مرادوں میں بو آگئی ذوق کی
ملی تازہ بو گیسوئے یار کی — کٹیں بیڑیاں بندِ افکار کی
ہوس دل میں پہلو بدلنے لگی — نکلنے کو حسرت مچلنے لگی
سکونِ دردِ دل سے ہوا ہمکنار — تسلی ہوئی مونسِ جانِ زار
طرب آکے تشویش کھونے لگی
بغل گیر تسکین ہونے لگی
ہوا شوق کا ضبط پر دسترس — بڑھا جوش میں آکے دستِ ہوس
یقیں نے اٹھائی گماں کی نقاب — نظر آئی ہر آرزو بے حجاب
شک و ریب روپوش ہونے لگا — مقاصد ہم آغوش ہونے لگا
بڑھا گرمیٔ شوق سے ساز باز — عرق بن کے ٹپکا جبیں سے نیاز
طبیعت کی شوخی بڑھی دمبدم — رکاوٹ کی باتیں ہوئی کالعدم
ملا سازِ تقدیر سے سازِ وصل — بجا پردہ میں نغمۂ رازِ وصل
فرح بخش توفیق ہونے لگی — تصور کی تصدیق ہونے لگی
نہ باقی رہی دل میں کوئی ہوس — عنایت پکاری کہ اللہ بس

یہ سُن کر ہنا خود فراموش وہ
ہوا جوشِ مستی سے بیہوش وہ

بینظیر

۵۹۔ عالمِ قُدس

وہ اِک شہر ہے روضۃ القدس نام
سراسر صفا جانِ خوبی تمام

مکاناتِ اہلِ صفا کے ضمیر
نکالی ہوئی خشت ماہِ منیر

عماراتِ حیرت فزائے ملوک
مقاماتِ اسرارِ اہلِ سلوک

مکانوں میں نقشِ ازل کی نشست
وہ رفعت کہ ہوا اوجِ اندیشہ پست

وہ دیواریں آئینہ با آب و تاب
جو دل سے اُٹھا دیں دوئی کا حجاب

نہ پھر کیوں ہوں وہ راستی ایجاد میں
کہ ہو وصلِ حق جن کی بنیاد میں

ملی آبِ رحمت سے عالم کی جاں
گلا یہ بنا اس کا جب سب بے گماں

لگائے دلِ عارفاں جائے خشت
ہوئی صرف تحریر میں سرنوشت

پڑا سرخی میں رنگ مہرِ جمال
سفیدی میں کافورِ صبحِ جلال

بلندی کو لازم تھی پستی جہاں
تو لی عشق کی خاکساری وہاں

جہاں تھی مناسب نمودِ فراز — وہاں صرف کی رفعتِ کبر و ناز

دیا عرض اگر بحرِ امید کا — تو ہے طول بھی حسرتِ دید کا

نہ کس طرح مضبوط ہوں پھر جہات — ہے کرسی مکانوں کی پائے ثبات

ہر اک کنگرہ مہرِ اوجِ کمال — ہر اک آستاں عرش جاہ و جلال

پناہِ غریباں درِ ارجمند — عصائے ضعیفاں ستونِ بلند

محافظ ہر اک در کا بابِ حیات — وہ ہر اک دروازہ بابِ نجات

ہر اک گوشہ میں راز کا بندوبست

ہر اک کمرہ خلوت سرائے الست

قضا و قدر نام معمار کا — توکل وہاں پشتہ دیوار کا

بھرا کوٹ کر ہر طرف رنگِ عشق — وہ شفاف دیواریں از رنگِ عشق

جو خالی رہی جائے اہلِ نیاز — بھرا اس میں خونِ شہیدانِ ناز

مکانوں میں ہر سو وہ نورِ امید — کہ بختِ سیہ بھی وہاں ہو سپید

چراغِ رضا سے جو روشن ہے گھر — ہے تسلیم سے حسنِ محرابِ در

ہر اک در کی محراب میں ہے وہ خم — کہ قوسین کھائیں اسی کی قسم

مکانوں میں مٹی وہی ہے تمام — کہ اس کا عبیرِ محبت ہے نام

وہاں چوب کی جا ہیں تارِ نگاہ ہے سقفِ مکاں ظلِّ لطفِ الٰہ

وہیں بام کو کہتے ہیں اوجِ عشق ہے زینہ اسی بام کا موجِ عشق

ہو اس گھر میں کیا حال مشتاق کا جہاں فرش ہو چشمِ عشاق کا

وہاں کھتا ہے ہر مکانِ رفیع فضائے تقرب کا صحنِ وسیع

ہر ایوان کی واہ کیا شان ہے سعادت ہر اک در کی دربان ہے

ہو اس رہ میں پھر کیا نشیب و فراز جہاں فرشِ رہ ہو جبینِ نیاز

لکھوں کیا میں اس شہر کی آب و تاب کہ ہو ذرّہ ذرّہ جہاں آفتاب

یہ گلیوں میں ہے روشنی کا وفور کہ ہر سمت جاری ہے اک بحرِ نور

وہاں پھرنے والوں کو یہ عید ہے کہ ہر نقشِ پا چشمِ اُمید ہے

مکانوں سے آگے وہ خوش وضع باغ کہ عاشق کے سینے پہ جس طرح داغ

نسیمِ حیات اس جگہ کی ہوا

جو مُردے کو زندہ کرے برملا

معطّر یہ گلیاں وہاں کی تمام کہ تازہ کریں قدسیوں کا مشام

جلال و جمال اس کے شمس و قمر ازل اور ابد اس کی شام و سحر

وہاں موسموں کا نرالا ہے ڈھنگ بدلتے نہیں پر بدلتے ہیں رنگ

جو گرمی ہے تو عشقِ بے درد کی — جو سردی ہے تو اک دمِ سرد کی

اِسی جا تداخل وہی اعتدال — وہاں فصل کی کچھ نرالی ہے چال

عجب شہر حیرت کا گنجینہ ہے — کہ جو شے وہاں ہے وہ آئینہ ہے

اگر کوئی جائے وہاں بہرِ سیر — تو ہرگز نہ دیکھے وہ تصویرِ غیر

نظر اس کی جس چیز پر جائیگی — تو اپنی ہی صورت نظر آئیگی

عجب شہر ہے حاصلِ دو جہاں — کہ رہتے ہیں کہ اربابِ وحدت وہاں

نہ دنیا سے مطلب نہ دین سے غرض — اگر ہے تو اپنے یقیں سے غرض

عجب شہر آباد و معمور ہے — جو کونین میں فرد مشہور ہے

وہاں کچھ غمِ خیر و شر ہی نہیں — حدوث و قدم کا گزر ہی نہیں

فزوں عیشِ جاوید بے حد و کد — وہاں سب کو حاصل حیاتِ ابد

وہاں نقدِ رائج درود و سلام — غذا سب کی تسبیحِ ربِّ انام

اِسی شہر کا حاکم ذو الجلال — وحید و احد وارث و بے مثال

وہ خلاق و پروردگارِ جہاں — وہ عاشق کی روح اور عالم کی جاں

رَحِیمٌ کَرِیمٌ قَوِیٌّ قَدِیر
لَطِیفٌ خَبِیرٌ سَمِیعٌ بَصِیر

بینظیر

۶۰ - حمد

تو خالقِ ارض و سما تو حاکمِ قدرت نما ہے حکم تیرا جا بجا لے عرش تا تحت الثریٰ
برتر مقدس ذوالعلا بندے ترے شاہ و گدا دنیا و دیں کی یا خدا بر حق تجھی کو ہے روا
فرماں روائی حاکمی شاہی خدائی سروری

تو قادر و سبحان ہے اقدس معلّا شان ہے خالق ہے اور رحمٰن ہے رزّاق اور منّان ہے
تیرا کرم ہر آن ہے احسان بے پایان ہے ہم کو یہی شایان ہے جب تک بدن میں جان ہے
ہر آن میں لا دیں بجا شکرانہ و فرماں بری

ہے تو ہی رب العالمین اور تو ہی خیر الراحمین یکتائی ہے تیرے تئیں ہمسر ترا کوئی نہیں
لے آسماں سے تا زمیں ہیں سب عباد و تابعیں ہے یہ نظیرؔ عصیاں قریں جانے ہے با صدق و یقیں
ہو گی ترے ہی فضل سے ہر جا مری کھوٹی کھری

نظیر

۶۱۔ حمد

جلد (۱)

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم الٰہی تو غفّار ہے اور رحیم
مقدّس معلّٰی منـزّہ علیم نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
تری ذات والا ہی یکتا قدیم

ترے حُسن قدرت نے یا کردگار کیئے ہیں جہاں میں وہ نقش و نگار
پُہنچتی نہیں عقل اُنھیں ذرّہ وار تحیّر میں ہیں دیکھ کر بار بار
ہیں جتنے جہاں میں ذہین و فہیم

شگفتہ کیئے گُل بفصلِ بہار عنادل بھی اور قمری و کبک و سار
بر و برگ نخل و شجر شاخ سار طراوت سے خوشبو سے ہنگام کار
رواں کی صبا ہر طرف اور نسیم

بیاں کب ہو خلقت کی نواع کا جو کچھ حصر ہو وے تو جاوے کہا
خصوصًا بنی آدم خوش لقا شرف ان سبھوں میں انھیں کو دیا
یہ اسلام و ایمان و دینِ قدیم

عطا کی انھیں دولتِ مغفرت عبادت اطاعت انکو منزلت

حیا حُسن اُلفت ادب مصلحت — تمیزِ سخن خلق خوش مکرمت

جلد (۱)

فراواں دیئے اور نازو نعیم

ترا شکر احساں ہو کس سے ادا — ہمیں مہر سے تو نے پیدا کیا

کیے اور الطاف بے انتہا — نظیرؔ اس سوا کیا کہے سر جھکا

یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم

نظیرؔ

۶۴۔ معرفت

بندہ نواز یوں یہ خدائے کریم تھا — کرتا نہ میں گنہ تو گناہِ عظیم تھا

باتیں بھی کیں خدا نے دکھایا جمال بھی — اللہ کیا نصیب جنابِ کلیم تھا

دنیا میں کچھ قیام نہ سمجھو کرو خیال — اس گھر میں پہلے تجھ سے بھی کوئی مقیم تھا

دنیا کا حال اہلِ عدم سے ہے یہ مختصر — اک دو قدم کا کوچۂ امید و بیم تھا

کرتا میں دردمند طبیبوں سے کیا رجوع — جس نے دیا تھا درد بڑا وہ حکیم تھا

سامانِ عفو کیا میں کہوں مختصر ہے یہ — بندہ گناہ گار تھا خالق کریم تھا

جس دن تھا میں چمن میں ہوا خواہِ گل امیرؔ — نامِ صبا کہیں نہ نشانِ نسیم تھا

امیر مینائی

۶۳- حمد

جلد (۱)

کامل ہے جو ازل سے وہ ہے کمال تیرا
باقی ہے جو ابد تک وہ ہے جلال تیرا

ہے عارفوں کو حیرت اور منکروں کو سکتہ
ہر دل پہ چھا رہا ہے رعبِ جمال تیرا

کاوش میں ہو آگہی ادراک میں ہے طبیعی
جو حل ہوا نہ ہوگا وہ ہے سوال تیرا

چھوٹے ہوئے ہیں گو جی پر دل بندھے ہوئے ہیں
ملنے سے بھی سوا ہے چھٹنا محال تیرا

گو حکم تیرے لاکھوں یاں ٹالتے رہے ہیں
لیکن ٹلا نہ ہرگز دل سے خیال تیرا

پھندے سے تیرے کیونکر جائے نکل کے کوئی
پھیلا ہوا ہے ہر سو عالم میں جال تیرا

ان کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی
آنکھوں میں بس رہا ہے جنکی جلال تیرا

دل ہو کہ جان تجھ سے کیونکر عزیز رکھئے
دل ہے سو چیز تیری جاں ہے سو مال تیرا

ہے پور زال سے دل اس کا قوی زیادہ
رکھتی ہے آسرا یاں جو پیرزال تیرا

ہے پاس دوستوں کے تیری یہی نشانی
یارب کبھی نہ پائے زخم اندمال تیرا

بیگانگی میں حالی یہ رنگِ آشنائی
سُن سُن کے سر دُھنینگے قال اہل حال تیرا

حالی

جلد (١)

٦٤- حمد

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا — سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

شان ارفع ہے تری مرتبہ اعلیٰ تیرا — تو ہی یکتا کوئی ثانی نہیں حقا تیرا

ایک عالم کو ترے نام کا ہے ورد اے دوست — میں ہی کچھ ذکر نہیں کرتا ہوں تنہا تیرا

دید لیلیٰ کے لئے دیدۂ مجنوں ہے ضرور — میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

جستجو میں جو نہ دوڑیں تری ٹوٹیں وہ پاؤں — سر وہ کٹ جائے نہ ہو جس میں کہ سودا تیرا

تو ہی نے ان کو بنایا ہے ید قدرت سے — تو ہی چاہے گا تو بگڑیگا یہ پتلا تیرا

عاشقِ رخ ہے پری شیفتہ حور نہیں
جانِ جاں رند ہے دیوانہ و شیدا تیرا

رندؔ

٦٥- حمد

مقدور کس کو حمد خدائے جلیل کا — اس جا پہ بے زباں ہے دہن قال و قیل کا

پانی میں اس نے راہبری کی کلیم کی — آتش میں وہ ہوا چمن آرا خلیل کا

اُس کی مدد سے فوج ابابیل نے کیا — لشکر تباہ کعبہ پہ اصحابِ فیل کا
پھرتا ہے اُس کے حکم سے گردونِ تیز رَو (۱) — چلتا ہے یاں عمل کوئی جبرِ ثقیل کا
کیا پائے کنہ ذات کو اُسکے کوئی ظفرؔ
واں عقل کا نہ دخل نہ ہر گز دلیل کا

ظفرؔ

۹۹ ـ حمد

قبضہ ہے دلوں پر کیا اور اس پہ سوا تیرا — اک بندۂ نافرماں ہے حمد سرا تیرا
گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا — بندے سے مگر ہوگا حق کیونکہ ادا تیرا
محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم — کچھ کہہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا
چھپتا نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سلطانی — کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا
عظمت تری مانے بن کچھ بن نہیں آتی یاں — ہیں خیرہ و سرکش بھی دم بھرتی صدا تیرا
تو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط اُن کو — جو رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گلا تیرا
نشہ میں وہ احساں کے سرشار ہیں اور بیخود — جو شکر نہیں کرتے نعمت پہ ادا تیرا
سمجھا ہے یہ تجھ کو ادراک کی سرحد سے — جس قوم نے رکھا ہے انکار روا تیرا

(۱) بلند

فاق میں پھیلی گی کب تک نہ مہک تیری گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا
جلد (۱)

ہر بول ترا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے
کچھ رنگِ بیاں حالی ہے سب سے جدا تیرا

حالی

۶۷- جلّ جلالہ

تری ذاتِ پاک ہے اے خدا تری شان جلّ جلالہ
ترا نام مالکِ دو سرا تری شان جلّ جلالہ

جسے چاہے مُردہ بنائے تو جسے چاہے زندہ اُٹھائے تو
ترے ہاتھ میں ہے فنا بقا تری شانِ جلّ جلالہ

کوئی شاہ کوئی امیر ہے کوئی بے نوا و فقیر ہے
جسے چاہا جیسا بنا دیا تری شان جلّ جلالہ

کوئی لیتا رب ترا نام ہے کوئی کہتا ہے کہ تو رام ہے
غرض ایک سب کا ہے مدّعا تری شان جلّ جلالہ

ہے ہر اک چمن میں تو رنگ و بو ہے زباں پہ طوطی کی تو ہی تو
پڑھے کیوں نہ بلبلِ خوشنوا تری شانِ جلّ جلالہٗ

(جلد ۱)

؟

۶۹۔ حمد

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے ۔ دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

ہم نکمّے ہوئے زمانے سے ۔ کام ایسا سکھا دیا تو نے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے ۔ دلِ بے مدّعا دیا تو نے

کیا بتاؤں کہ کیا لیا میں نے ۔ کیا کہوں میں کہ کیا دیا تو نے

بے طلب جو ملا ملا مجھ کو ۔ بے غرض جو دیا دیا تو نے

نارِ نمرود کو کیا گلزار ۔ دوست کو یوں بچا دیا تو نے

صبح موجِ نسیم گلشن کو ۔ نفسِ جاں فزا دیا تو نے

نغمۂ بلبل کو رنگ و بوئے گل کو ۔ دلکش و خوشنما دیا تو نے

جب قدم میں نے تجھ سے خواہش کی ۔ اس سے مجھ کو سوا دیا تو نے

رہبرِ خضر ہادیِ الیاس ۔ مجھ کو وہ رہنما دیا تو نے

مٹ گئے دل سے نقشِ باطل سب نقشہ ایسا جما دیا تو نے
ہے یہی راہ منزلِ مقصود خوب رستے لگا دیا تو نے
مجھ گنہگار کو جو بخشد یا تو جہنم کو کیا دیا تو نے
داغ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تو نے

داغ

٦٩۔ حمد

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
جس مسندِ عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے کیا تاب گزر ہووے تعقل کے قدم کا
بستے ہیں ترے سایہ میں سب شیخ و برہمن آباد ہے تجھ سے ہی تو گھر دیر و حرم کا
ہے خوف اگرچہ جی میں تو ہے تیرے غضب سے اور دل میں بھروسا ہے تو ہے تیرے کرم کا
مانندِ حباب آنکھ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

درد

٧٠۔ رموزِ توحید

چمک تیری عیاں بجلی میں آتش میں شرارے میں
جھلک تیری ہویدا چاند میں سورج میں تارے میں

بلندی آسمانوں میں زمینوں میں تری پستی
روانی بحر میں افتادگی تیری کنارے میں

جو نکلا نالہ بن کر غنچۂ منقارِ بلبل سے
وہی نکہت چمن سے اڑ کے جا چمکی ستارے میں

مرے پہلو میں دل ہے یا کوئی آئینہ جادو کا
تری قدرت نظر آئی مجھے اپنے نظارے میں

اتارا میں نے زنجیرِ رسومِ اہلِ ظاہر کو
ملا وہ لطفِ آزادی مجھے تیرے سہارے میں

شریعت کیوں گریباں گیر ہو ذوقِ تکلم کی
چھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعارے میں

جلد (۱)

مجھے پھونکا ہے سوزِ قطرۂ اشکِ محبت نے
غضب کی آگ تھی پانی کے چھوٹے سے شرارے میں

جو ہے بیدار انساں میں وہ گہری نیند سوتا ہے
شجر میں پھول میں حیواں میں پتھر میں ستارے میں

نہیں جنسِ ثوابِ آخرت کی آرزو مجھ کو
وہ سوداگر ہوں میں نے نفع دیکھا ہے خسارے میں

نہاں تھا تو تو روشن تھا چراغِ زندگی میرا
مگر موجِ نفس پوشیدہ تھی تیرے نظارے میں

سکوں ناآشنا رہنا اسے سامانِ ہستی ہے
تڑپ کس دل کی یارب چھپ کے آ بیٹھی ہے پارے میں

صدائے لن ترانی سن کے اے اقبال میں چپ ہوں
تقاضوں کی کہاں طاقت ہے مجھ فرقت کے مارے میں

اقبال
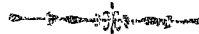
۱۷۔ زمزمۂ توحید

جلد (۱)

یہ سبزہ و گل یہ زمیں — یہ خیمۂ عرشِ بریں
یہ آفتابِ آتشیں — یہ نجم یہ ماہِ مبیں
مظہر تری قدرت کے ہیں
شاہد تری صنعت کے ہیں
اے صانعِ ارض و سما

تاباں جو یہ اجرام ہیں — روشن جو یہ اجسام ہیں
مینائے آتش فام ہیں — قدرت کے رنگیں جام ہیں
ان سب میں ہے نورِ ازل
اے خالقِ عز و جل
پرتو فگن جلوہ نما

یہ جنبشِ بادِ وزاں — یہ شوخیِ آبِ رواں
یہ نکہتِ عنبر فشاں — یہ طائرانِ نغمہ خواں
اک اک میں قدرت ہے تری
کثرت میں وحدت ہے تری
خلاقِ بے چون و چرا

ہر سنگ میں تو ہی شرر ہر رنگ میں ہے جلوہ گر
ذرّوں میں تنویرِ سحر تاروں کے جھرمٹ میں قمر
آنکھوں میں تو ہی دل میں تو
لیلےٰ ہی ہر محفل میں تو
ہر شے میں جلوہ ہے ترا

تو رنگ افزائے چمن تو جلوۂ سرو و سمن
تو رونقِ بزمِ کہن تو زیبِ شمع انجمن
اُف رے خود آرائی تری
اے شانِ یکتائی تری
آئینۂ وحدت نما

خلّاقِ بے پایاں ہے تو آسائشِ دوراں ہے تو
ہر درد کا درماں ہے تو یعنی شکیبِ جاں ہے تو
اے چارہ ساز اے چارہ گر
اے چارۂ دردِ جگر
اے دردمندوں کی دوا

جلد (۱)

اے عفو بخشِ عاصیاں — اے دستگیرِ بے کساں
رحمت ہی تیری بادباں — شفقت ہی ساحل کا نشاں

تیرا کرم بادِ صبا
ہر کشتیِ شکستہ کا
طوفاں میں تو ہی ناخدا

اے مرجعِ شاہ و گدا — اے خلق کے حاجت روا
اے گمرہوں کے رہنما — اے ناتوانوں کے عصا

اے مونسِ رنج و الم
چارہ گرِ بیمارِ غم
چٹکی میں ہے تیری شفا

ہستی ہر اک طوفاں ہے تو — ہر موج میں پنہاں ہے تو
اک قلزمِ جوشاں ہے تو — اک بحرِ بے پایاں ہے تو

مبتدا اے سرچشمِ عطا
تیری نہیں کچھ ابتدا
تیری نہیں کچھ انتہا

کہسار و دشت و بحر و بر ارض و سما شمس و قمر

ہستی بے بود بشر اِک اِک شجر اک اک حجر

تیرے سوا فانی ہیں سب

اے کردگارِ روز و شب

ہے اک فقط تجھ کو بقا

شاکر میرٹھی

۷۶۔ دعا، فاتحہ شریف

"حمد و ثنا ہو تیری" کون و مکان والے

الحمد للہ

"اے ربِّ ہر دو عالم" دونوں جہان والے

ربِّ العالمین

"بن مانگے دینے والے" عرش و قرآن والے

الرحمٰن

کرتے ہیں تیرے در پر سب آن بان والے

بیشک "رحیم" ہے تو رحمت نشان والے

الرحیم

"یوم الجزا کے مالک" خالق ہمارا تو ہے

مالک یوم الدین

"سجدے ہیں تجھ کو کرتے" تیری ہی جستجو ہے

ایاک نعبد

"امداد تجھ سے چاہیں" سب کا سہارا تو ہے
ایاک نستعین بلد (۱)
تیری ہی بارگہ میں یہ بھی اِک آرزو ہے

"رستہ دکھا دے سیدھا" او آسمان والے
اھدنا الصراط المستقیم
"وہ راستہ" دکھا تو پروردگارِ عالم
صراط الذین
جس پر چلا کیے ہیں پرہیزگارِ عالم

"نعمت تھی جن کو ملتی تجھ سے" نگارِ عالم
انعمت علیہم
اور نام جن کا اب تک ہے یادگارِ عالم

تیری نظر میں ٹھیرے جو عز و شان والے

"معتوب ہیں جو تیرے" اے خالقِ یگانہ
المغضوب علیہم
"گمرہ ہوئے جو تجھ سے" اے صاحبِ زمانہ
ولا الضالین
عاجز حبیب کو توان کی "رہ" پہ چلانا
غیر
کر رحم اتنا اب تو اے قادرِ توانا

مقبول یہ دعا ہو اے لامکان والے

حبیب

۳۷۔ مُناجات

جلد (۱)

یا الٰہی یا الٰہی یا الٰہ   میں ترا ہوں بندۂ بے دستگاہ
پہنچوں تجھ تک مجھ میں یہ ہمّت نہیں   دُور رہوں تو۔ طاقتِ فرقت نہیں
گریاں اپنی کروں میں بیکلی   فاش یا اپنا کروں رازِ دلی
تو وہ گستاخی و بے باکی ہے آہ   چپ رہوں تو۔ جان ہو غم سے تباہ
عالمِ برزخ میں ہوں میں بین بین   جان کو میری نہیں اک لحظہ چین
زندگانی ہے مری جی کا وبال   بے حضوری کے تری اے ذوالجلال
ہے نفس ہر اک تفنگِ جاں ستاں   ہے سرِ موئے مژہ نوکِ سناں
بے ترے دیکھوں تو کیا دیکھوں بھلا   بے ترے بولوں تو کیا بولوں بتا
بندِ تن ہے مجھ کو بندِ آہنی   جس کی کڑیاں نخوت و کبر و منی
طمع و حرص و بخل و حبِّ مال و جاہ   عُجب و پندار و ریا ہیں یا الٰہ
رکھ مری شمشیرِ ہمت سان پر   قطع ہو یہ بند جس سے سر بسر
گر نہ ہو تیری عنایت کی نگاہ   تو ہوا اس بند میں بندہ تباہ
دام میں حرص و ہوا کے کر کے بند   چاہتا ہے مجھ سے پروازِ بلند

۱۳۹۷ھ

جلد(۱)

آہنی اک پنجرے میں تو کرے قید　　حکم فرماتا ہے کہ عنقا کا صید

گر یہی منظور ہے تو رہ بتا　　اور یہ بندِ سخت کر مجھ سے جدا

ہوں میں آہن، تو ہو خود آہن ربا　　کاہ میں ہوں کر تو کارِ کہربا

تب بر آوے کچھ تمنائے دلی　　ورنہ ہے سب جستجو بے حاصلی

لے اگر مولیٰ نہ بندے کی خبر　　ہے تلاش اُس کی ہر اک سر در بدر

سر پٹک کر مر گئے صدہا بشر　　کچھ ہوئی محنت نہ اُن کی کارگر

وہ بتا رستا کہ اک مقراض لا　　میرے ہر اک بند کو کر دے جدا

کھینچ لیجا بحرِ وحدت تک مجھے　　دے تو پہنچا شہرِ الفت تک مجھے

کر عطا دل کو مرے ایسی تپش　　جس سے جلکر خاک ہو سب غل و غش

مور کو ہے سیرِ کعبہ کی ہوس　　پر ہے بیچارے کو کب یہ دسترس

بال پر اپنے بٹھا لے گر ہما　　تب بر آوے اُس کے دل کا مدعا

بارے رحمت کا ہما کو حکم ہو　　ق　تا وہ اس مورِ نحیفِ خستہ کو

بالِ شفقت پر اُٹھا کر لے چلے　　طوفِ کعبہ کو اُڑا کر لے چلے

جس کو تو بے رنج چاہے گنج دے　　جس سے چاہے گنج لیکر رنج دے

ہیں ترے مخلوق دونوں رنج و گنج　　ہیں ترے قبضے میں یا رب گنج رنج

رنجِ محرومی کو میرے دور کر | گنجِ عرفاں سے مجھے معمور کر
رنجِ مہجوری میں جی ہے مبتلا | راہ اپنی تو مجھے یارب بتا
تو ہی مرشد تو ہی ہادی ہو مرا | دیو و غولِ نفس سے مجھ کو بچا
غرقِ بحرِ معصیت ہوں آہ آہ | انتظارِ مغفرت ہوں آہ آہ
تو غنی و مغنی و عاجز نواز | بادشاہِ ذوالجلال و کارساز
باسط رزاق ستارِ عیوب | قاضیِ حاجات غفارِ ذنوب
بدتروں سے جو کہ بدتر ہیں یہاں | مجھ سے سو درجے ہیں بہتر بیگماں
جس سے بدتر اس جہاں میں کچھ نہیں | اس سے سو درجے ہوں بدتر بالیقیں

لطف سے کر دے مجھے یارب حسن
ہوں مرے بد کام یکسر سب حسن

میر حسن

۴۷ - مناجات

ہر جا ہے ترا جلوہ لیکن | دیکھا تو کہیں نظر نہ آیا
ہاں عقل ہے گم کہ جستجو کو | پایا ہر شے میں پر نہ پایا

اللہ رے تیری بے نیازی — یعقوبؑ کو مدتوں رولایا
یوسفؑ سے عزیز کو کئی سال — زندانِ عزیز میں پھنسایا
یاں شعلہ کو سرکشی کی کیا تاب — ابلیس کو خاک میں ملایا
تو واحد و بے نظیر و ہمتا — تو حاکم و خالقِ برایا
آوے تری حمد کا تو ہم — یہ حوصلہ میں کہاں سے لایا
مومن ہے زبانِ عرض احوال — یعنی تجھے بے خرد جتایا
رو رو کے دعا کر اک ذرا دیکھ — کیا ابر کرم ہے سر پہ چھایا
اللہ مرے گناہ بے حد — وہ ہیں کہ شمار کو تھکایا
ہے عام خطاب یا عبادی — اس نے تو کچھ آسرا بندھایا
کیونکر نہو تیری آس تونے — افلاک کو بے ستوں تھمایا
مجھ کو بھی بچا لے جیسے تونے — یوسفؑ کو گناہ سے بچایا
وہ رفعتِ حال دے کہ جس نے — منصورؒ کو دار پر چڑھایا
اس کا مرے دل پہ ڈال پرتو — جس شعلہ نے طور کو جلایا

مومن تجھے کس سے حال آخر
ہے کون ترے سوا خدایا

مومن

جلد ۱

۷۵۔ مناجات

عاجز نواز دوسرا تجھ سا نہیں کوئی
رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا

باغ و بہار آتشِ نمرود کو کیا
مشکل کے وقت تو ہوا حامی خلیل کا

موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رودِ نیل کا

طوفاں میں ناخدائی کی کشتیِ نوح کی
حقا جواب ہی نہیں تجھ سے کفیل کا

دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے
دل توڑتا نہیں تو عزیز و ذلیل کا

سائل ہوں مجھ کو قید کم و بیش کی نہیں
مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا

آتش یہی دعا ہے خدائے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

آتش

۷۶۔ مناجات

یارب ہے بخش دینا بندے کو کام تیرا
محروم رہ نہ جائے کل یہ غلام تیرا

جبتک ہے دل بغل میں ہر دم ہو یاد تیری
جبتک زباں ہے منہ میں جاری ہو نام تیرا

جلد ا

محروم کیوں ہوں میں جی بھر کے کیوں نہیں   دیتا ہے رزق سب کو ہی فیض عام تیرا

پے داغ بھی نہ ہوگا تیرے سوا کسی کا

کونین میں ہے جو کچھ وہ ہے تمام تیرا

داغ

۷۷۔ مناجات

وہاں کی مخلصی لے جائے قسمت میں تو کیونکر ہو   کہیں آلودہ عصیاں جو رحمت ہو تو کیونکر ہو

جہاں ہو نفس سا رہزن جہاں شیطان ہو دشمن   وہاں طاعت ہو کیونکر اور عبادت ہو تو کیونکر ہو

غرور جاہ نے پھونکی وہ مغز جاں میں بیہوشی   کہ زائل نشۂ پندار نخوت ہو تو کیونکر ہو

ہوس کھینچتی ہی چلی جا رہی ہے جدھر لے جاوے   توکل ہو تو کیونکر ہو قناعت ہو تو کیونکر ہو

بہ رنگ طائر تصویر ہوں میں دام حیرت میں   رہائی کی مری کوئی جو صورت ہو تو کیونکر ہو

گراں باری گناہوں کی اٹھانے سر نہیں دیتی   الٰہی کیا کروں پھر رفع خجلت ہو تو کیونکر ہو

بجز رشتے کے ہاں چشم عنایت ہو تو کیونکر ہو

کہ بے اشک ندامت جوش رحمت ہو تو کیونکر ہو

ظفر

۷۸۔ مناجات

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم ہائے سیاہ کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں مذاق ہے نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں

تجھے کیا بتائے ہمنشیں ہمیں موت میں جو مزا ملا
نہ ملا مسیح و خضر کو بھی وہ نشاطِ عمرِ دراز میں

نہ بچا بچا کے تو رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

اقبال

جلد ۱

۹ط - آآآ

وہم و خیال سے برون - وہم و خیال میں بھی آ | عالمِ حال سے بلند - عالمِ حال میں بھی آ

طورِ جلال ہو چکا - کوئی نڈھال ہو چکا | دورِ جلال ہو چکا - بزمِ جمال میں بھی آ

تیرے بغیر ناتمام نکتۂ حیات ہے | حدِ کمال سے فزوں - حدِ کمال میں بھی آ

اولِ کار میں نہاں تھیں تری مہربانیاں | دیتے تھے تسلیاں - فکرِ مآل میں بھی آ

اول و آخر ظہور تری ضیا سے پائے نور | پیکرِ بدر میں چمک - شانِ ہلال میں بھی آ

شعلۂ برق کی طرح دور سے شوخیاں نہ کر | صورتِ شادمی ادا - وسعتِ سوال میں بھی آ

ڈال دے جلوۂ شہود سطحِ دل و دماغ پر | تو مرے خواب میں بھی آ - میرے خیال میں بھی آ

دل کو مرے شہید کر - آنکھ کو محوِ دید کر | رزمِ جلال بھی دکھا - بزمِ جمال میں بھی آ

تو ہے خوشی کی ابتدا - تو ہے الم کی انتہا | صبحِ سرور کے خدا - شامِ ملال میں بھی آ

ہمتیں حلِ عقدہ کی مجھ میں نہیں نہیں سہی | تو ہی خدائے ممکنات قیدِ محال میں بھی آ

تجھ سے ہوا تھا منجلی آئینۂ سکندری

گُند ہے قلبِ ساغری جامِ سفال میں بھی آ

ساغری چشتی نظامی

جلد ا

۸۰۔ مناجاتِ مسلم

بادۂ توحید سے دل کو مرے مخمور رکھ اور بلائے شرک سے تا زیست مجھکو دور رکھ

دل میں ہو تیری محبت لب پہ تیرا نام ہو قلب میں ہو استواری اور طریق اسلام ہو

زندگانی میری ہو جائے اطاعت میں بسر عمر بھر تیری رضا جوئی رہے مدِ نظر

راہِ طاعت میں مجھے آزاد رکھ بیباک رکھ ہر طرح کے وسوسوں سے دل کو میرے پاک رکھ

غیر کے ہاتھوں میری درد کا درماں نہ ہو میری خودداری کبھی منت کشِ احساں نہ ہو

غیر کے آگے سرِ تسلیم میرا خم نہ ہو شانِ اسلامی کبھی ہاتھوں سے میرے کم نہ ہو

آرزو یہ ہے کہ جب تک میرے دم میں دم رہے گوشہ گوشہ دل کا خودداری کا اک عالم رہے

کروں تیرے نام پر جانِ عزیز اپنی فدا
تازیانہ ہو مجھے اللہ اکبر کی صدا

ھادی

۸۱۔ ولادتِ اقدس

شہنشاہِ اعظم تولد ہوئے رسولِ اکرم تولد ہوئے

جلد؟

شہ دین و دنیا تولد ہوئے — مہ اوجِ علیا تولد ہوئے
تولد ہوئے پیشوائے جہاں — تولد ہوئے مقتدائے جہاں
تولد ہوئے سرورِ مرسلاں — تولد ہوئے سرورِ دو جہاں
تولد ہوئے ماہ اوجِ شرف — تولد ہوئے فخرِ عہدِ سلف
تولد ہوئے خواجۂ بعث و نشر — تولد ہوئے شافعِ روزِ حشر
تولد ہوئے رہنمائے قدیم — قسیم" جسیم" نسیم" وسیم
تولد ہوئے بحرِ فیضِ عمیم
شفیع" مطاع" نبی" کریم

شہید

۸۲- ولادتِ اقدس

پیدا ہوئے سرورِ دو عالم — پیدا ہوئے فخرِ نوح و آدم
محبوبِ خدا نبی مرسل — صبحِ دو دین روزِ اوّل
شاہنشۂ انبیاء محمدؐ
تاجِ سرِ اصفیا محمدؐ

پیدا ہوئے حضرت پیمبرؐ
صبحِ قدرت کے سعدِ اکبر
واللیل اشارتے ز مویش
والشمس عبارتے ز رویش

خورشیدِ سپہرِ دیں محمدؐ
نورِ عین الیقین محمدؐ

پیدا ہوئے قبلۂ طریقت
پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت
مقصودِ ازل اجل و اعلیٰ
منظورِ حضورِ حق تعالیٰ

سلطانِ فلک حشم محمدؐ
مہرِ عرب و عجم محمدؐ

پیدا ہوئے بادشاہِ ذی جاہ
آرائشِ تختِ "لی مع اللہ"
عینِ عرفان و مردمِ عین
ابروئے جبینِ قاب قوسین

جان و دلِ مرسلیں محمدؐ
روحِ روح الامیں محمدؐ

پیدا ہوئے خاتم النبیین
مہرِ فرمانِ عز و تمکین
با میمِ احد احمدِ بلا میم
شائستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم

گنجینۂ اصطفا محمدؐ
آئینۂ حق نما محمدؐ

محسنؔ

جلد۱

۸۳ - رحمۃ للعالمین

میانِ حسینانِ رشکِ قمر
ہے اک مہرِ حسنِ ازل جلوہ گر

وہ محبوبِ یزداں بشیر و نذیر — فرستادۂ خاصِ ربِّ قدیر
عجب روئے تاباں عجب آب و تاب — کہ پرتو سے بجلی بنی موجِ آب
وہ محبوبِ عالم شہِ اصفیا — حبیبِ خدا وارثِ انبیا

نہیں ہوتے انسان ایسے وجیہ
مگر یاں قلم نور کی ہے شبیہ

وہ فرقِ معلیٰ کی شانِ علا — جہاں تک نہ پہنچیں قیاس و ذکا
ازل سے ملی اس کو یہ برتری — کہ حاصل ہے کونین کی سروری
عروجِ سرِ بامِ امید ہے — وہ سرمایۂ فخرِ جاوید ہے

وہ گھونگر سے کچھ بال الجھے ہوئے
کچھ الجھے ہوئے کچھ وہ سلجھے ہوئے

نہ کیوں اس جبیں کی کریں نجم قدر — کہ ہے آسمانِ جلالت کی بدر

یہ لوحِ دو عالم کی تفسیر ہے — جو پیش آتی ہے اس میں تحریر ہے
تجلی گہِ حسنِ زیبائے عشق — بیاضِ جمالِ دل آرائے حق
زیارت گہِ خاصِ حسنِ قدیم
امانت گہِ نورِ ربِّ کریم
وہ ترچھی نظر کس بلا کی ہے شریر — کہ بجلی گراتی ہے دکھلا کے تیر
کبھی دیکھنا پشتِ پا کی طرف — کبھی سینۂ با صفا کی طرف
تغافل سے پہلو کبھی دیکھنا — وہ لٹکا کے گیسو کبھی دیکھنا
کسی کو نہ بھر کر نظر دیکھنا
ادھر دیکھتے ہی اُدھر دیکھنا
شب و روز بھرتی ہے ساغر بدست — کہ ہے ساقیِ جامِ عہدِ الست
وہ گو نشہ میں مست و سرشار ہے — مگر کام سے اپنے ہشیار ہے
کئے صیدِ عشاق کے مرغِ ہوش — پھری سو بسو مست و نشہ فروش
عجب رنگ میں ہے یہ ڈوبی ہوئی
کہ باقی نہیں نام کو بھی دوئی
حسین اس قدر وہ مہ دلنواز — کہ خود حسن کو اس کے جلوے پہ ناز

وہ رُخ مطلعِ صبحِ حق الیقین | صبیح و شگفتہ ملیح و حسین
وہ مہرِ سعادت وہ بدر الدجیٰ | وہ شمعِ حقیقت وہ شمس الضحیٰ

فروزاں ہے ایسا کہ نزدیک دُور
ہر اک اسی کا ہے آنکھوں میں نور

بینظیر

۴۸۔ نعت

کون ہے جس کا مقدم ہے زمانہ پہ وجود | کون ہے وہ کہ خدا بھیجتا ہے جس پہ درود
کون ہے وہ جسے شایاں ہے مقامِ محمود | کون وہ عبد ہے مشتاق تھا جس کا معبود
کون ہے جس کو بلانے وہ ملک آیا ہے | "عند ذی العرش مکین" خود جسے فرمایا ہے

نامِ پاک اس کا محمدؐ ہے کہو صلِ علیٰ

کون ہے جس کے مراتب کی ہے کونین میں دھوم | کون ہے جس کو سمجھتے ہیں ملایک مخدوم
کس سے احکام خدا ہو گئے سب کو معلوم | بے ترے کھل گئے کس شاہ پہ ابوابِ علوم
کون ہے وہ شرفِ آدم پہ ہے مبتنی جس کو | مل گیا تاجِ "رفعنا لک ذکرک" جس کو

نامِ پاک اس کا محمدؐ ہے کہو صلِ علیٰ

کون آفاق میں سردار ہے سرداروں کا کون مختار ہے فردوس کے گلزاروں کا
کون غمخوار ہے دوزخ کے سزاواروں کا کون وہ ہے جو وسیلہ ہے گنہ گاروں کا
کس کی بیٹی ہے جو کونین کی مخدومہ ہے کس کی وہ اُمتِ عاصی ہے جو مرحومہ ہے

نامِ پاک اس کا محمدؐ ہے کہو صلِ علیٰ

وحید

۵ ۔ نعت

تم ظہورِ اولیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ تم دمِ جاں آفریں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ
وجہِ قرآنِ مبیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ نزہتِ بستانِ دیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

زینتِ خلدِ بریں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

آپ کے نقشِ قدم سے جو مشرف ہو زمیں دیکھنا ہے اس کی رفعت رازدانِ عرش میں
رازِ تو خلقت کے تم کو ہی کھلے ہیں شاہِ دیں اور جو کچھ کہ ہیں اسرارِ ربّ العالمیں

سب کے تم پر حق امیں ہو یا محمدؐ مصطفیٰ

مخبرِ صادق ہو تم اور حضرتِ خیر الوریٰ سرورِ ہر دو سرا اور شافعِ روزِ جزا
ہے تمہاری ذات والا منبعِ لطف و عطا کیا اکیلا کیا در بھی سب کی درد کا آسرا

یاں بھی تم واں بھی تمہیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

نظیر

۸۶۔ الم نشرح لک صدرک

آیا جو کرم پہ عشق بے باک — سینہ کیا شق جگر کیا چاک
بھر دی دلِ پاک میں تجلّی — یا کعبۂ دل میں کی سپیدی
خالی اسے کر کے ما سوا سے — لبریز کیا فقط خدا سے
گوہر کو بنا دیا سمندر — آئینے کو کر دیا سکندر
حق سے رگ و پے کو کر کے معمور — جسم بشری کو کر دیا نور

بندے سے کہا نظر بچا کر
کیا غیر ہے تو خدا خدا کر

محسن

۸۷۔ نزولِ وحی

قدم چالیسویں منزل میں اس یوسف نے جب رکھا
تو پہنچا کاروانِ وحی آوازِ جرس ہو کر

عجب آہنگ تھا جس نے جگایا بھی سُلایا بھی
کہ دل تو جاگ اُٹھا آنکھوں میں غفلت نیند کی چھائی

ہوا سینہ میں اس سے موجزن اک لجۂ عرفاں
کہ تاب اس جزر و مد کی فطرتِ انساں نہیں لائی

بڑھا جوش اس کا بڑھکر ساحلِ افلاک تک پہنچا
اُٹھی موج اس سے اُٹھکر عرش کی زنجیر کھڑکائی

جھروکہ عرش کا رُوح القدس نے کھول کر دیکھا
تو نکلا مدّتوں کا ربط برسوں کی شناسائی

ہوئیں جاری زباں پر آیتیں وہ نور کی جس پر
فدا ہو لحن داؤدی و انفاسِ مسیحائی

طبا طبائی

۸۰- شمعِ ہدایت

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی کُل دنیا کے درباروں میں

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملیگی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

ظفر علیخان

۹۵۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

وہ علم و حکمت سکھانے والا — پیامِ حق کا وہ لانے والا
کلامِ حق کا سنانے والا — عذابِ حق سے ڈرانے والا
وہ رسمِ بد کا چھڑانے والا — وہ جہل و بدعت مٹانے والا
وہ بت پرستی اٹھانے والا — وہ سیدھا رستہ چلانے والا
خدا پرستی بتانے والا — وہ عاصیوں کا بچانے والا
مقامِ محمود پانے والا — وہ بیت اقصیٰ کا جانے والا

صلوٰۃ اس پر سلام اس پر　　اور اس کے سب آلِ باصفا پر
اور اس کے اصحاب باوفا پر　　اور اس کے احباب اتقیا پر
جلدا

وہ جلوہ ہے نور کبریا کا　　وہ صدر ہے بزم اصطفا کا
امام ہے خیلِ انبیا کا　　ہے پیشوا مسلکِ ہدیٰ کا
معین انصاف اور وفا کا　　مٹانے والا ہے وہ جفا کا
طبیب ہے شرک اور ریا کا　　کہ خاص بندہ ہے وہ خدا کا
ہے آئینہ صدق اور صفا کا　　وہ شاہ تسلیم اور رضا کا
وہ قبلہ ہر شاہ کا گدا کا　　وہ کعبہ ابرار و اصفیا کا
صلوٰۃ اس پر سلام اس پر　　اور اس کے سب آلِ باصفا پر
اور اس کے اصحاب باوفا پر　　اور اس کے احباب اتقیا پر

اسمٰعیل

۹۰۔ بعثت حضرت خاتم النبیین صلعم

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

جلد ۱

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوےٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولےٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا   بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا   قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا   کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا   پلٹ دی بس اک آن میں اُس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی   عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی   اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

سبق پھر شریعت کا اُن کو پڑھایا   حقیقت کا گر اُن کو اک اک بتایا

زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا   بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

جلد ا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پہ

وہ دکھلا دیے ایک پردہ اٹھا کر

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں   بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں

زمانہ میں تھا دورِ صہبائے بطلاں   مئے حق سے محرم نہ تھی بزم دوراں

اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک

خُم معرفت کا تھا منہ خام اب تک

نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے   نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا سے

لگا لی تھی ایک اک نے لو ما سوا سے   پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا

یہ راعی نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق   زبان اور دل کی شہادت کے لائق

اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لایق   اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ

جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم

اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم اسی کے طلب میں مرو جب مرو تم

مبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی

نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

اسی طرح دل ان کا ایک اک سے توڑا ہر اک قبلۂ کج سے مُنہ ان کا موڑا

کہیں ماسوا کے علاقہ نہ چھوڑا خداوند سے رشتہ بندوں کا جوڑا

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے

دیے سر جھکا ان کے مالک کے آگے

حالی

۹۱۔ صلی اللہ علیہ وسلم

خلق کے سرور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم مرسلِ داور خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ مجسم نیر اعظم سرورِ عالم مونسِ آدم نوح کے ہمدم خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

بحرِ سخاوت کانِ مروت آیۂ رحمت شافعِ امت مالکِ جنت قاسمِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

رہبرِ موسیٰ ہادیِ عیسیٰ تارکِ دنیا مالکِ عقبیٰ ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

فخر عیاں ہیں عرش مکاں ہیں شاہ شہاں ہیں سیف زباں ہیں
سب یہ عیاں ہیں آپ کے جوہر صلی اللہ علیہ وسلم

مہر سے مملو ریشہ ریشہ نعت امیر ہی اپنا پیشہ
ورد ہمیشہ رہتا ہے اکثر صلی اللہ علیہ وسلم

امیر

۹۲- یہ ہی تو ہیں

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ نور الہدیٰ یہ ہی تو ہیں
عاشق ہوا جن پر صدا وہ دلربا یہ ہی تو ہیں

عالی نسب الاحسب جن کا سنا تو نے لقب
یعنی محمد مصطفٰے وہ مجتبیٰ یہ ہی تو ہیں

ہیں اولین و آخرین اور وہ شفیع المذنبین
وہ رحمۃ للعالمین ابر سخا یہ ہی تو ہیں

وہ سایۂ ذاتِ احد وہ مظہر نورِ صمد
فرمانروائے نیک بد خیر الوریٰ یہ ہی تو ہیں

شبدیز کی ہی یہ دعا پہنچے مدینہ میں گدا
کہتا ہوا صل علیٰ۔ صل علیٰ یہ ہی تو ہیں

شبدیز

جلد ا

۹۳ - السّلام السّلام

السلام اے بودِ آدم را سبب — السلام اے خلقِ عالم را سبب

السلام اے مظہرِ انوارِ حق — السلام اے مصدرِ اسرارِ حق

اسلام اے پیشوائے انبیا — السلام اے مقتدائے اولیا

اسلام اے زبدۂ اربابِ علم — السلام اے قدوۂ اصحابِ علم

السلام اے گوہرِ تاجِ قبول — السلام اے زیبِ معراجِ قبول

السلام اے قبلہ گاہِ اہلِ دیں — السلام اے بادشاہِ مرسلیں

السلام اے دستگیرِ بیکساں — السلام اے چارۂ دردِ نہاں

السلام اے دردِ دل کو چارہ ساز — السلام اے خواجۂ بیکس نواز

السلام اے شاہِ عظمت السلام — السلام اے ماہِ رفعت السلام

السلام اے شاہِ شاہاں السلام

السلام اے جانِ جاناں السلام

شہیل

۹۴۔ نعت

یا ملکی الصفات یا بشری القویٰ — فیک دلیلٌ علیٰ انک خیر الوریٰ
تجھ سے ہوئی زندہ خلق جیسے کہ باراں سے خاک — خلقک خصب الزماں بعثک محیا الوریٰ
دعویٰ روشن ترا ثابت بے بینہ — صورت و سیرت تری صدق پہ تیرے گوا
قال ترا اور حال نشۂ وحدت میں چور — اوڑھنا تیرا خدا اور بچھونا خدا
غیب سے بھیجا تجھے ٹاپتا پھرتا تھا جب — دشت میں بھٹکا ہوا قافلہ بے رہنما
اُٹھا ہدایت کو تو عین ضرورت کے وقت — جیسے کہ ہنگامِ قحط قبلہ سے اُٹھے گھٹا
دوڑ پڑے سوئے حق کاٹ کی سب بیڑیاں — اُمیوں کے جب پڑی کان میں تیری صدا
خاک تھی جس ملک کی مزرعِ شر و فساد — تو نے اسی کو دیا ارضِ مقدس بنا
تو نے کیا سرِ حق عارف و عامی پہ فاش — ایک کو سمجھا دیا ایک کو دکھلا دیا
چوٹ سی حق کی رہا دل نہ اچھوتا کوئی — ایک کے چرکا لگا ایک کو گھائل کیا
سلسلۂ انبیا ختم نہ ہوتا۔ اگر — حق کی حقیقت سے تو پردہ نہ دیتا اُٹھا
آتے ہی چشمہ دیا تو نے کنوئیں سے نکال — جس کو چلے آتے تھے کھودتے سب انبیا
بس نہ رہا اشتباہ اب حق و باطل میں کچھ — کھینچ چکا تیرے ہاتھ ملتِ بیضا خدا

تجھ پہ صلوٰۃ و سلام ربِ سمٰوات سے
روز و شب و صبح و شام قدر زماں و حطے

حالی

۹۵۔ نعت

مرحبا زیب دہِ مسندِ عالی نسبی　　مرحبا صاحبِ اورنگِ شفاعت طلبی
مرحبا سرورِ دیں ہاشمی و مطلبی　　مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یونسؑ و یوسفؑ و یعقوبؑ و مسیحؑ و موسیٰؑ　　سب ترے مائدۂ فیض سے ہیں زلّہ ربا
حق تو یہ ہے کہ تو بے مثل ہے چون ذاتِ خدا　　نسبتے نیست بہ ذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ہو گیا بیخود و بیتاب و تواں و رہیدم　　ایک نظر جس نے ترے نور کا دیکھا عالم
کہا نقّاش ذکی جب تری تصویر رقم　　مَن بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال ست بدیں بو العجبی

آپ وہ نورِ مجسم ہیں شہنشاہِ امم　　دیکھیے خواب میں گر حسن کا اپنے ۶

نکلے بیاختہ حضرت کی زباں سے پیہم — منِ بیدل بجمال تو عجب حیرانم

جلد ا

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

ایک تو یہ کہ فصاحت ہے عرب کی مشہور — دوسرے دینی تھی ترک اہلِ زباں کو منظور

تیسرے یہ کہ بفرمانِ خداوندِ غفور — ذاتِ پاکِ تو کہ دریں ملکِ عرب کرد ظہور

زاں سبب آمدہ قرآں بہ زبانِ عربی

اے شہنشاہِ اُمم اے شہِ فرخندہ مقام — فخرِ دیں، فخرِ رسل، فخرِ جہاں، فخرِ انام

نہیں اعجاز سے خالی ترا جو کچھ ہے کام — نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

خستہ خاموش کہ مشکل ہے بہت وصفِ نبی — ہاتھ اٹھا سوئے مدینہ دمِ حاجت طلبی

پڑھ زباں سے بہ رہِ صدق یہ شعرِ قدسی — سیدی انت حبیبی وطبیب قلبی

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

حالی

۹۶- ترانۂ معراج

خدا رُخ سے پردہ اٹھاتا ہے آج — محمد کو جلوہ دکھاتا ہے آج

حبیب خدا شافع دوسرا — مبارک ہو معراج پاتا ہے آج
وہ مطلوب طالب ہے جس کا خدا — عجب شان و شوکت سے جاتا ہے آج
خبر آمد مقدم پاک کی — فرشتوں کو خالق سناتا ہے آج
کرو خلد کو جلد آراستہ — کہ سردار جنت کا آتا ہے آج

مبارک ہو اے عاصیو پُر گناہ
شفاعت کا مژدہ سُناتا ہے آج

عاشق

۹۷۔ معراج شریف

عرش پر خلق کا سرتاج ہے آج — واہ کیا خوب یہ معراج ہے آج
دیکھو شاہِ مدنی کا جلوہ — سر پہ رحمت کا عجب تاج ہے آج
لیلۃ القدر جسے کہتے ہیں — مرحبا صلِ علیٰ آج ہے آج
کس پیمبر کو ملا یہ رتبہ — دونوں عالم میں ترا راج ہے آج

عرض کرتا ہے شہِ دیں سے عثمان
آپ کے ہاتھ مری لاج ہے آج

عثمان
(اعلیٰ حضرت خسرو دکن خلد اللہ ملکہ)

۹۸ شبِ معراج

جلد ۱

اللہ اللہ عجب انوار ہیں معراج کی رات — نور افشاں در و دیوار ہیں معراج کی رات
وصلِ محبوب کے آثار ہیں معراج کی رات — کھلنے کو پردۂ اسرار ہیں معراج کی رات
جلوے رحمت کے نمودار ہیں معراج کی رات — ملک اس طرح گہربار ہیں معراج کی رات

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مرحبا آج قدم رنجہ وہ فرماتے ہیں — خالقِ پاک کے محبوب جو کہلاتے ہیں
قدسیوں کا ہے وہ عالم کہ بچھے جاتے ہیں — دلِ بیتاب کو قابو میں نہیں پاتے ہیں
آمدِ شاہ کے چرچے انھیں تڑپاتے ہیں — ایک سے ایک یہ کہتا ہے حضور آتے ہیں

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جبرئیل آتے ہیں لینے کو یہ رتبہ دیکھو — عرش سے آگے ہے جانا یہ ارادہ دیکھو
سرِ اقدس پہ ہے کیا بانکا عمامہ دیکھو — حق نما آنکھ میں مازاغ کا سرمہ دیکھو
آؤ اس حسنِ مجسم کا تماشا دیکھو — بڑھ کے مطلع یہ پڑھو جب رخِ زیبا دیکھو

جلد ۱

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اس سواری کی عجب شان ہے اے صلّ علیٰ
دہنے بائیں نظر آتا ہے فرشتوں کا پرا

تارو میں چاند سے روشن ہیں جنابِ والا
شمع ایوان دنیٰ اخترِ برجِ طٰہٰ

شہ سوارِ مدنی صدر نشینِ بطحا
اے بقربان تو صد جان و دل و دیدۂ ما

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھو دیکھو طلبِ خاص کا منشا ہیں یہی
آنکھیں روشن کرو ماہِ شبِ اسرا ہیں یہی

محرمِ راز یہی سرِّ فاوحیٰ ہیں یہی
حسن افروز جمالِ قتدلیٰ ہیں یہی

دردمندانِ محبت کے مسیحا ہیں یہی
اس ثنا کے لیے سچ پوچھو تو زیبا ہیں یہی

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یہی بیمار کو دارو کے شفا دیتے ہیں
یہی بگڑی ہوئی باتوں کو بنا دیتے ہیں

راہ بھولے ہوؤں کو راہ بتا دیتے ہیں
یہی اللہ سے بندوں کو ملا دیتے ہیں

اپنے رخسار سے پردہ جو اٹھا دیتے ہیں
گر دیکھ پھر کے یہ مشتاق صدا دیتے ہیں

جلد ۱

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھ کر مسجد اقصیٰ کو جو سرکار بڑھے — پیشوائی کے لیے چرخ کے حضّار بڑھے
انبیا تھے جو وہاں طالبِ دیدار بڑھے — کیا نبی کیا ملک و حور سب اکبار بڑھے
سب سے ملتے ہوئے اور احمد مختار بڑھے — اِس طرح کہتے زیارت کی طلبگار بڑھے

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آسمانوں سے گزر کر وہ امامِ جبریل — پہنچے سدرہ پہ جو تھا خاص مقامِ جبریل
بھر دیا بادۂ مقصود سے جامِ جبریل — آپ کے نام سے روشن ہوا نامِ جبریل
واں سے آگے جو بڑھے لیکے سلامِ جبریل — تھا یہی شاہ سے اُسوقت کلامِ جبریل

مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ تنہا ہوئے راہی سوئے عرشِ اعظم — عرش نے فخر کیا چوم کے حضرتؐ کے قدم
اس جگہہ ہوتے تھے مفہوم یہ مضموں بہم — آ قریب آ کہ بہت دیر سے مشتاق ہیں ہم
تیرے لینے کو ہیں کھولے ہوئے آغوشِ کرم — دیکھ کہتے ہیں تری شان میں کیا لوح و قلم

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آ قریب آ کہ کریں مورد رحمت تجھ کو — آ قریب آ کہ ملے قرب کا خلعت تجھکو

آج دکھلائینگے ہم جلوۂ وحدت تجھ کو — آج پہنائیں گے ہم تاج شفاعت تجھکو

دیکھ لائی ہے کہاں میری محبت تجھ کو — عرش اعظم بھی یہ دیتا ہے بشارت تجھکو

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یہ وہ جا ہے کہ رسائی سے گماں قاصر ہے — فہم عاجز ہے یہاں عقل بشر فاتر ہے

وہی منظور ہے اس وقت وہی ناظر ہے — وہی شاہد وہی مشہود عجب یہ سر ہے

کوئی اس راز نہانی سے کہاں ماہر ہے — خوب موقع سے گہر ریز لب شاعر ہے

مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اب یہ ہے عرض حضور شہ والا القاب — ہے جلیل آپ کی فرقت میں نہایت بیتاب

ہند کی خاک یہ مہجور کی مٹی ہے خراب — شربت وصل سے کر دیجیے اس کو سیراب

حشر میں خاص ہو اس پر نظر لطف جناب — شعر قدسی کا وہ پڑھتا چلے ہمراہ رکاب

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جبلدا

جلیل

۹۹۔ سلامی علیک

اے مدنی برقع و کملی نقاب　　آج مناسب نہیں اتنا حجاب
وصل کی ہے رات تکلف ہے کیوں　　لطف کی ہے بات توقف ہے کیوں
اے مرے محبوب سلامی علیک
اے مرے مطلوب سلامی علیک

خلد بریں خوب ہے آراستہ　　عرش سے تا فرش ہے پیراستہ
آؤ چلے آؤ بڑھائے قدم　　دیر سے مشتاق ہے ملکِ قدم
اے مرے محبوب سلامی علیک
اے مرے مطلوب سلامی علیک

آؤ چلے آؤ کہ عرشِ الٰہ　　سر پہ بٹھائے تمہیں شاہوں کے شاہ
آؤ چلے آؤ کہ سب انبیا　　کب سے ہیں مشتاقِ جمال و لقا

اے مرے محبوب سلامی علیک
اے مرے مطلوب سلامی علیک

آؤ چلے آؤ سوئے لامکاں	شانِ ہُوَیت کا ہی جلوہ یہاں
آؤ چلے آؤ کہ قدسی تمام	باندھے ہوئے صف ہیں برائے سلام

اے مرے محبوب سلامی علیک
اے مرے مطلوب سلامی علیک

اتنے قریب آکے ملو ہم سے تم	نام دوئی بیچ سے ہو جائے گم
آؤ چلے آؤ کہ خوش ہو کے آج	ہم تمہیں پہنائیں شفاعت کا تاج

اے مرے محبوب سلامی علیک
اے مرے مطلوب سلامی علیک

ہے یہ بیاں حالتِ معراج کا	ذکر رسولوں کے ہے سرتاج کا
کیا کہے بیچارہ امیدِ حقیر	جب کہے خود ربِ جلیل و قدیر

اے مرے محبوب سلامی علیک
اے مرے مطلوب سلامی علیک

امید

۱۰۰۔ علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السّلام

جلد۱

خدا کو ہے پیارا محمدؐ کا نام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السّلام
محمدؐ نبی شاہِ اعلیٰ مقام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ مرا دردِ دل ہے مدام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ پہ انعام حق ہے تمام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ پہ صلوٰۃ رب ہو مدام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ پہ بھیجو درود و سلام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ ہے سالار بیت الحرام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ کی اُلفت کا پیتا ہوں جام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ شفاعت کنِ خاص و عام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ حبیب الہ الانام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
محمدؐ نصیر و شفیع الانام | علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام

محمدؐ نذیر و بشیر تمام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السّلام

نذیر

جلد ا

۱۰۱۔ نعت

حبیبِ خدا ہے محمدؐ ہمارا
شہِ انس و جاں ہے محمدؐ ہمارا

فلک پر گیا ہے محمدؐ ہمارا
خدا سے ملا ہے محمدؐ ہمارا

خدا سے ہی کم اور سب سے زیادہ
دو جگ میں بڑا ہے محمدؐ ہمارا

نہ پایا کوئی حق کی وحدت کا مطلب
مگر جانتا ہے محمدؐ ہمارا

زمانہ کو جس نے رہِ حق دکھائی
وہی پیشوا ہے محمدؐ ہمارا

معظم ہمیں اپنے عصیاں کا غم کیا
شفیع الوریٰ ہے محمدؐ ہمارا

معظم

۱۰۲۔ عشقِ نبی صلعم

کچھ ایک ہم ہی نہیں انتظار بیٹھے ہیں
رسولِ پاک کے شیدا ہزار بیٹھے ہیں

غمِ فراق شہ دیں میں اب تو کھو کر ہم
تمام دولتِ صبر و قرار بیٹھے ہیں

نہ ہم کو زر کی ہے خواہش نہ جاہ جاہ کی ہے
تمہاری لطف کے امیدوار بیٹھے ہیں

خیال روضۂ پر نور مصطفیٰ ہے ہمیں   خموش صورتِ شمعِ مزار بیٹھے ہیں
جلد ا
سنا ہے قبر میں دکھلاتے ہیں شبیہ نبیؐ
اجل کے اسلیے ہم انتظار بیٹھے ہیں

۹

۱۰۳- عشقِ نبی صلعم

عشق خیر الانام رکھتے ہیں   ہم کسی سے نہ کام رکھتے ہیں
بادۂ الفت نبیؐ سے مدام   دل کا لبریز جام رکھتے ہیں
سب نبی مقتدی ہوئے جنکے   ہم وہ اپنا امام رکھتے ہیں
بادشاہانِ دوجہاں پہ شرف   ان کے ادنیٰ غلام رکھتے ہیں
اے خدا روضۂ نبیؐ دکھلا
ورد یہ صبح و شام رکھتے ہیں

۹

۱۰۴۔ عشقِ رسولِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے حصے میں ہے رحمت ایزدِ غفار کی
جس کے دل میں ہو محبت احمدِ مختار کی

عرضِ حاجت کیا کریں ہم آپ سے اے شاہِ دیں
ہے وہی مرضی ہماری جو رضا سرکار کی

طور پر موسیٰ ہوئے تھے دیکھ کر بیخود جسے
دل کو حسرت ہے اسی کے جلوۂ دیدار کی

آپ پر روشن ہے فرقت میں جو میرا حال ہے
آپ کے آگے مجھے حاجت نہیں اظہار کی

اے مسیحائے دو عالم جلد اب لیجے خبر
حالت ابتر ہوتی جاتی ہے دلِ بیمار کی

ایک مدت سے ہوں میں حضرت کا مشتاقِ جمال
دیکھیے بر آئے کب تک آرزو دیدار کی

خوفِ عصیاں کس لئے ہے تجھ کو عثمان حشر میں
ہوش میں آ۔ تو ہے امت میں شہِ ابرار کی

عثمان

(اعلیٰ حضرت نظام الملک آصف جاہ سابع خسرو دکن خلد اللہ ملکہٗ)

۱۰۵۔ شوقِ جمالِ انور و اطہر

چھپا ہوا جو عالمِ امکاں میں نور تھا
دیکھا جو غور سے تو اُسی کا ظہور تھا

غش آگیا تجلیِ طیبہ کو دیکھ کر ہر ذرّہ اس زمیں کا مجھے برقِ طور کا

جلد ۱

جس پر نگاہِ لطفِ نبیؐ تھی وہ حشر میں مقبولِ بارگاہِ خدائے غفور تھا

ہم کوچۂ نبی پہ فدا عمر بھر رہے جنت کا تھا خیال نہ ارمانِ حور تھا

حبِّ نبی سے مست نہ ہم ہوتے کس طرح حصے میں اپنے جامِ شرابِ طہور تھا

پوچھو نہ میرا حال فراقِ رسول میں آنکھیں تھیں اشکبار تو دل ناصبور تھا

رحمت سے اس کی ہوگئی عثمان مری نجات

گو میں گناہگار سراپا قصور تھا

عثمان

(اعلیٰ حضرت نظام الملک آصف جاہ سابع خسرو دکن خلد اللہ ملکہ)

۱۰۶۔ یادِ نبی صلعم

سپنے میں آجاؤ کملی والے درشن دکھا جاؤ کملی والے

تو مورا بلما میں توری چیری تو مورا راجا او کملی والے

بھبوت رمایو ہے تورے کارن جوگن بنا جاؤ کملی والے

نیّا کا موری کو ہے کھویا پار لگا جاؤ کملی والے

مولا ملن کا کوڑ ٹھکانا
کچھ تو بتا جا او کملی والے

جلد ا

ظہیری

۱۰۷۔ نعت

خواب میں زلف کو مکھڑے سے ہٹا لے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

بیکسی پر مری خوں روتے ہیں چھالے آجا
راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا

کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوبِ خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے
لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا

ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپا لے آجا

یکتے ہیں تجھے پھر پھر کے ضعیفانِ صراط
ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا
حیلہ!

نفت ہے تیرے لیئے دولت کنزِ مخفی
کھل گئے ہفت سماوات کے تالے آجا

ہنچا محبوب تو منشا طٰہٰ رحمت نے کہا
خلوت راز میں اسے ناز کے پالے آجا

ہمنے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی بخشی
اپنے بندوں کو کیا تیرے حوالے آجا

نگ وحدت ہی یہاں غنچہ خلوت ہی یہاں
اے گلِ گلشنِ لولاک لما لے آجا

صورتِ لالہ ہے پر داغ بیان کا سینہ
پڑ رہے ہیں ترے بیمار کے لالے آجا

بیانؔ
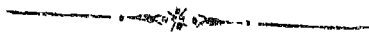
۱۰۸۔ نعت

جلد ۱

دلِ بیتاب کو سینے سے لگالے آجا کہ سنبھلتا نہیں کمبخت سنبھالے آجا
پاؤں ہیں طولِ شبِ غم نے نکالے آجا خواب میں زلف کو مکھڑے سے ہٹالے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

صورتِ سایہ ہوں افتادہ اٹھالے آجا ایڑیاں خستہ ہیں اور زخم ہیں آلے آجا
خارِ صحرا ہیں زبانیں ہیں نکالے آجا بیکسی پر مری خوں روتے ہیں چھالے آجا
راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا

نہیں خورشید کو ملتا ترے سایہ کا پتا کہ بنا نورِ ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا کون ہے ماہِ عرب کون ہے محبوبِ خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

اے مسیحا تری بیماروں میں کیا رکھا ہے رختِ ہستی ترے کوچہ سے اٹھا رکھا ہے
تری فرقت میں وصال اُن کا ہوا رکھا ہے دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے
لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا

دل ہی دل میں مرے ارمان گھلے جاتے ہیں خاک پر گر کے دُر اشک رُلے جاتے ہیں

جلد ۱

مری رسوائی یہ کمبخت تلے جاتی ہیں   ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں

کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا

ہائے واماندگیٔ وسعتِ دامانِ صراط   المدد المدد اے خضرِ بیابانِ صراط

ہر قدم پر نگہہ یاس سے یارانِ صراط   دیکھتے ہیں تجھے پھر پھر کے ضعیفانِ صراط

ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

کان میں کچھ جو ادبِ عذر نزاکت نے کہا   مرحبا، بڑھ کے ادھر شاہدِ وحدت نے کہا

آ، بلائیں تری لوں جوشِ محبت نے کہا   پہنچا محبوب تو مشاطۂ رحمت نے کہا

خلوتِ راز میں اے نازکے پالے آجا

تیرے دیوانہ کو زنجیر طلائی بخشی   جوہر آئینۂ دل کو صفائی بخشی

بادشاہوں کو ترے در کی گدائی بخشی   ہم نے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی بخشی

اپنے بندوں کو کیا تیرے حوالے آجا

بھینی بھینی گلِ توحید کی نکہت ہی یہاں   واہ کیا رنگ ہم آہنگیٔ صحبت ہی یہاں

ابرِ رحمت ہی یہاں بوئے محبت ہی یہاں   رنگِ وحدت ہی یہاں غنچۂ خلوت ہی یہاں

اے گلِ گلشنِ لولاکَ لما آلے آجا

آبگینہ ہے لیے دردِ نہاں کا سینہ   یا زمانہ ہے کوئی سوزِ فغاں کا سینہ

تختۂ گل ہے ترے سوختہ جاں کا سینہ — صورتِ لالہ ہے پُر داغ بیاں کا سینہ
پڑے ہیں ترے بیمار کے لالے آجا

بیان

۱۰۹۔ نعت

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں — اب ہونے لگیں ان سے خلوت کی ملاقاتیں
ہر آن تسلّی ہے ہر لحظہ تشفّی ہے — ہر وقت ہے دلجوئی ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں تسنیم کے وعدے ہیں — ہر روز یہی چرچے ہر رات یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت — اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

جوہر

۱۱۰۔ الحمد للہ

دلبر ہے بر میں الحمد للہ — سب کچھ ہے گھر میں الحمد للہ

جلد ا

وہ جگ کا والی آکر بسا ہے — دل کے نگر میں الحمد للہ

وہ گو نہیں پر یہی عکس اس کا — اس چشمِ تر میں الحمد للہ

شکلِ نبیؐ کا، شکلِ نبیؐ کا — سودا ہے سر میں الحمد للہ

تاثیر عشقِ خیر البشر کی — دل میں جگر میں الحمد للہ

نورِ محمد جلوہ نما ہے — اپنی نظر میں الحمد للہ

ہے نورِ احمدؐ صلِ وسلم — شمس و قمر میں الحمد للہ

خاموش ہو کر دیکھا تماشا
حق کا بشر میں الحمد للہ

خاموش

۱۱۱۔ شوقِ مدینہ شریف

یا نبی ہند میں ہم ٹھوکریں کھائیں کب تک — دیکھیے آپ مدینہ میں بلائیں کب تک

پھر کے آتے ہیں جو زائر ہمیں کرتے ہیں خجل — بات بگڑی ہوئی لوگوں سے بنائیں کب تک

چل زیارت کو بہانے نہیں اچھے ہیں امیر
جمع کر دل کو پریشاں یہ رائیں کب تک

امیر

جلد ۱

۲۲۔ شوقِ زیارت مدینۂ منوّرہ

جب مدینہ کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

دو قدم بھی نہیں چلنے کی ہے مجھ میں طاقت
شوق کھینچے لیے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں

قافلے والے چلے جاتے ہیں آگے آگے
مدد اے شوق کہ پیچھے میں رہا جاتا ہوں

اس لیے تا نہ ملے روکنے والوں کو پتا
محو کرتا ہوا نقشِ کفِ پا جاتا ہوں

فیضِ مولیٰ سے ابھی صبر کی طاقت ہے امیر
جو کڑی سامنے آتی ہے اٹھا جاتا ہوں

امیر

۱۱۳۔ شوقِ زیارت مدینۂ منوّرہ

قافلے جبکہ مدینہ کی طرف جاتے ہیں
اپنی محرومی پہ ہم روتے ہیں تھرّاتے ہیں

گرچہ سامان نہیں ظاہر میں مہیّا لیکن
عاجزوں کی وہ مدد غیب سے فرماتے ہیں

رات دن یہ کہتے ہیں دل میں تمنا اپنے
ہم سے محتاجوں کو کب دیکھیے بلواتے ہیں

لو مبارک ہو شہنشاہ کا روضہ آیا
عرش سے جسکی زیارت کو ملک آتے ہیں

کیا ہوا اس شاہِ رُسل کا بھی جلالی دربار   بادشاہانِ جہاں رعب سی تھرّاتے ہیں

جلد ا

کیا ہی دُربار ہے دربارِ حبیب رحمت

فیض اس در سے سبھی جن و بشر پاتے ہیں

مسکین

۱۱۴- مدینہ کی جوگن

کوئی ایسی سکھی جا تر نہ ملی موہے پی کے دواری بٹھا دیتی

میں نے راہ مدینہ بھی دیکھی نہیں موری بیاں پکڑ کے بتا دیتی

پیا سات سمندر پار بسو مورے پگ میں نہ چلنے کا زور رہا

نہیں جاتی مدینہ میں کوئی ہوا موہے ملکِ عرب میں اُڑا دیتی

میں تو سُونی سیجریا پہ تڑپت ہوں پیا دیس عرب میں اجت ہیں

کبھی ڈیتے جو سپنے میں درس دکھاوہیں چرنوں پہ سیس نوا دیتی

مورے من میں ابتو جوگنیاں بنوں اور مل کے بھبوت مدینہ چلوں

سکھی ہند کی نگری میں کاہے رہوں نہیں پیت تو چین قرار دیتی

موری میکے میں عمر تو سکھ سے کٹی چلی پی کی نگریا تو سوچ پڑی

ہمشیرہ

کوئی گوئیاں بھی ساتھ نہ آئی مورے مجھے ریت وہاں کی بتا دیتی

۱۱۵- مدینہ کی جوگن

اب تو جاؤں گی مدینہ کو میں جوگن بنکر پیارے احمد کو میں ڈھونڈوں گی بروگن بنکر
نہ تو کعبہ ہی گئی میں نہ مدینے پہنچی ہند میں رہ گئی کمبخت میں پاپن بنکر
اب تو جانے دے مدینہ کو جو نکلیں ارماں موت کیا پیچھے پڑی ہی مرے بیرن بنکر
سینکڑوں بار تصدق ہوں ترے روضہ پہ
ہار پھولوں کا چڑھایا کروں مالن بنکر

۱۱۶- سرکار مدینہ

السلام اے دو جہاں کے بادشاہ مجھ غریب خستہ پر بھی اک نگاہ
چارہ ساز بیکساں بیکس ہوں میں آرزو مند در اقدس ہوں میں
رحم کر رحم اے کریم بیکساں چھوڑ کر یہ آستاں جاؤں کہاں
گو برا ہوں یا بھلا جیسا ہوں میں سگ ترے ہی در کا کہلاتا ہوں میں
حال میرا آپ سے مخفی نہیں شرح غم پھر کیا کرے اندوہگیں

ہاں طبیب مہرباں بیمار ہوں — درد ہجراں سے بہت لاچار ہوں
آتش دوری جلاتی ہے مجھے — اور تپ ہجراں ستاتی ہے مجھے
ہجر میں ایسا ہو یا شاہ دیں — ہند کا ہو جاؤں میں رزق زمیں
رحمت عالم خدا کے واسطے — اپنے حسن دلربا کے واسطے
چار یار باصفا کے واسطے — اہلبیت مجتبیٰ کے واسطے
آس مجھ رنجور کی مت توڑیئے — تشنہ کو محروم یوں مت چھوڑیئے
ہجر میں اب تک جو گذری زندگی — زندگی سے ہے مجھے شرمندگی
آستانہ پر بلا لیجے مجھے — وصل کا ساغر پلا دیجے مجھے
رات دن ہوتا ہے بس پر ملا — عمر بھر نظارہ اس درگاہ کا
در کو تکتے تکتے ہو جاؤں ہلاک — واں کی خاک پاک سے مل جائے خاک

نام نامی پر ہو حسن اختتام
خاتمہ ہے نام اس کا والسلام

شہید

جلد ا

جلد ا

۱۱۷۔ حبِّ محمدؐ

اب حبِ محمدؐ کا سودا ہے خدا حافظ
یہ جوشِ جنوں مجھ کو اچھا ہے خدا حافظ

بیکل ہی تڑپتا ہے فرقت میں محمدؐ کی
کچھ اور مرے دل کا نقشہ ہے خدا حافظ

مژگانِ محمدؐ کا ہے دل میں خیال آیا
اب درد کلیجے میں اُٹھتا ہے خدا حافظ

اب جینا بھی مشکل ہے ہمدم جو تھا وہ گم ہے
پہلو میں بجائے دل پھوڑا ہے خدا حافظ

ملنا کہ نہ ملنا ہے فرقت ہی میں مرنا ہے
جانے مری قسمت میں کیا کیا ہے خدا حافظ

ہے جوشِ محبت کا اور زور ہے وحشت کا
صحرائے مدینہ ہے اور میں ہوں خدا حافظ

الفت میں محمدؐ کی لاکھوں ہی سہیں گے غم
غوثی ہیں فدائی ہم۔ اپنا ہے خدا حافظ

غوثی

۱۱۸۔ زیارت اقدس

دیکھنے روضۂ سلطانِ امم جاتے ہیں
جیتے جی دیکھ لو فردوس میں ہم جاتے ہیں

دستگیری کا اشارہ بھی جو ہو جاتا ہے
پا نہیں سیکڑوں گرتے ہوئے تھم جاتے ہیں

بیخودی میں ہی تلاشِ شہِ والاہم کو ڈھونڈنے جانبِ بطحےٰ و حرم جاتے ہیں
خاکِ یثرب میں ہی اکسیر سے بڑھکر تاثیر ہاں اسی واسطے لینے اسے ہم جاتے ہیں
دم گریہ تری رحمت کا جو آتا ہی خیال اشک آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے تھم جاتے ہیں
در پہ اس شہ کے جسے بحرِ کرم کہتے ہیں بھرنے دامن دُرِ مقصود سے ہم جاتے ہیں

ہند سے یثرب و بطحےٰ کی طرف اے عثمانؔ
ہاں اسی سال خدا چاہے تو ہم جاتے ہیں

عثمان

(اعلیٰ حضرت نظام الملک آصف جاہ سابع خسرو دکن خلد اللہ ملکہ)

۱۱۹۔ کوئے محمدؐ

سرگشتہ مثلِ مجنوں پایا تری گلی میں گر ہوشمند کوئی پہنچا تری گلی میں
رندوں کا لگ رہا ہی میلا تری گلی میں میخانے کھل رہے ہیں ہر جا تری گلی میں
رو رو کے رات کاٹی بھر بھر کے دن گزارا اے جاں یہ ماجرا ہی میرا تری گلی میں
آرام ہو تو کیوں کر راحت ملے تو کیسے ہوتا ہی تازہ فتنہ برپا تری گلی میں
شاید جنوں تازہ اٹھا ہی پھر کسی کو کیوں رات بھر تھا شور و غوغا تری گلی میں

جلد ا

شعلے نکل کے رہتے ہم یوں اگر نہ روتے — ہے خاک دل جلوں کی ہر جا تری گلی میں
ہے رقص بسملوں کا اور شور دل جلوں کا — ہم نے عجب تماشا دیکھا تری گلی میں
دنیا کی خاک چھانی ہر ایک جا پہ ڈھونڈا — راحت کبھی نہ پائی الا تری گلی میں
نیت ہی خودکشی کی دل میں ہی سمائی — کر دینگے پاک قصہ اپنا تری گلی میں
اک برق طور چمکے خاک سیاہ کر دے — ہو جائے ایک جلوہ ایسا تری گلی میں
بجلی چمک چمک کر گرتی ہے چار جانب — ہے ایک طور سینا گویا تری گلی میں
دیکھا تو بس یہ دیکھا اس کو جو کوئی پہنچا — اک گرد کا بگولا اٹھتا تری گلی میں
ہم نے تو لاکھ ڈھونڈا کچھ بھی پتہ نہ پایا — مجنوں کدھر چھپا ہے لیلی تری گلی میں
دیکھا تو کچھ نہ پایا سوچا تو بس یہ سمجھا — اک نام رہ گیا ہے میرا تری گلی میں

پیوند خاک ہوگا نقش قدم بنے گا
حسرت یہ جان ہی کر آیا تری گلی میں

حسرت

۱۲۰ - پردۂ میم ~

نگاہ عاشق کی ڈھونڈ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزم یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر

جلد ا

بتائے دیتے ہیں اے صبا ہم، یہ گلستانِ عرب کی بو ہے
مگر نہ اب ہاتھ لا ادھر کو، وہیں سے لائی ہے تو اڑا کر

بہارِ جنت کو کھینچتا تھا مجھے مدینہ سے آج رضواں
ہزار مشکل سے اس کو ٹالا بڑے بہانے بنا بنا کر

شہیدِ عشقِ نبی کے مرنے میں بانکپن بھی ہیں سو طرح کے
اجل بھی کہتی ہے زندہ باشی ہمارے مرنے پہ زہر کھا کر

شہیدِ عشقِ نبی ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ خورشید سے جلا کر

کدھر ہیں سوتے ہیں تیرے شیدا تو حورِ جنت کو اہمیں کیا ہے
کہ شورِ محشر کو بھیجتی ہے خبر نہیں کیا سکھا سکھا کر

ہنسی بھی کچھ کچھ نکل رہی ہے مجھے بھی محشر میں تاکتی ہے
کہیں شفاعت نہ لے گئی ہو مری کتابِ عمل اٹھا کر

رکھی ہوئی کام آہی جاتی ہے جنسِ عصیاں عجیب شئے ہے
کوئی اسے پوچھتا پھرے ہے زرِ شفاعت دکھا دکھا کر

خیال زادِ راہِ عدم سے اقبال در پہ تیرے ہوا ہے حاضر
بغل میں زادِ عمل نہیں ہے صلہ مری نعت کا عطا کر

اقبال

۱۲۱ - مدینہ شریف

مدینہ میں حاضر ہے تیرا غلام — علیک الصلوٰۃ علیک السلام
ہمہ انبیا کے تمھیں ہو امام — علیک الصلوٰۃ علیک السلام
پیارا ہے سب سے ہمیں پاک نام — علیک الصلوٰۃ علیک السلام
خدا نے دکھایا تمھارا مقام — علیک الصلوٰۃ علیک السلام
مدینہ میں بخشا ہے مجھکو قیام — علیک الصلوٰۃ علیک السلام
خدا کی ہوئی تم پہ نعمت تمام — علیک الصلوٰۃ علیک السلام

محمد نذیر آپ کا ہے غلام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

نذیر

۱۲۲- عاشقِ رسول

درِ نبی پر پڑا ہوا ہوں پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
کبھی تو قسمت پھرے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا

اسی توقع پہ جی رہا ہوں یہی تمنّا جِلا رہی ہے
نگاہِ لطف و کرم نہ ہوگی تو مجھ کو جینا حرام ہوگا

کئے ہی جاؤں گا عرضِ مطلب، ملے گا جب تک نہ مطلبِ دل
نہ شامِ مطلب کی صبح ہوگی نہ یہ فسانہ تمام ہوگا

یہاں نہ مقصد ملا تو کیا ہے وہاں ملے گا طفیلِ حضرت
ہمارا مطلب ہوا اِدھر ہے نہ صبح ہوگا تو شام ہوگا

دیارِ رحمت پہ ہوگا قبضہ انھیں کا ہر سو بجے گا ڈنکا
جو حشر ہوگا تو دیکھ لینا انھیں کا سب انتظام ہوگا

شفیعِ محشر لقب ہے اس کا اسے شفاعت سے کام ہوگا
ہے سب کا دار و مدار اس پہ وہی مدار المہام ہوگا

خدا نہ معشوق کچھ ہوا ہے نہ کوئی عاشق سے کام ہوگا
خدا بھی ہوگا اُدھر ہی اے دل جدھر وہ عالی مقام ہوگا

ہوئی جو کوثرِ پیہ باریابی تو کیفِ میکش کی وضع یہ ہوگی
بغل میں مینا نظر میں ساقی خوشی سے ہاتھوں میں جام ہوگا

کیفی

۱۲۳۔ مناجات بدرگاہِ سرورِ کائنات صلعم

اس وقت اُٹھا ہوا ہے پردہ
موقع ہے رسائی دعا کا

کر عرض ادب سے سر جھکا کر
تا پایۂ عرش ہاتھ اُٹھا کر

اے پرتو مہر لایزالی
بے مثل مثال بے مثالی

شمع حرم خدا نمائی
قندیل حریم کبریائی

جس طرح ملا تو اپنے رب سے
انداز سے شوق سے ادب سے

یوں ہی ترے عاشقانِ مہجور
اک دن ہوں تری لقا سے مسرور

صدقے ہیں ترے یہ آرزو ہے
دم ہیں رہِ آخرت کریں طے

ہو حشر کا دن خوشی کی تمہید
جس طرح سے صبح صادق عید

محسن

جلد ۱

۱۲۴۔ امدادِ نبی صلعم

سخت مشکل ہو کہ وقتِ جاں کنی ہوتی ہے شیطان کو فکرِ رہ زنی

کشمکش میں یاں تو اپنی جان ہو واں وہ دشمن درپئے ایمان ہو

سخت طوفانِ بلا ہے نوح سروح آپ اس طوفان آفت کی ہیں نوح

ایسی مشکل میں خبر لیجیے مری سیدِ عالم مدد کیجیے مری

جب تباہی میں پڑے میرا جہاز مشکل آساں کیجیے بندہ نواز

اس گھڑی رحم آپ کا درکار ہو

گر کرم کیجے تو بیڑا پار ہو

شہید

۱۲۵۔ شفاعتِ نبی صلعم

فکر رہتی ہو مجھے یہ روز و شب روزِ محشر ہوں گے سب جس دم طلب

کون پوچھے گا مجھے سرکار میں ہاتھ خالی میں چلا دربار میں

ہاتھ خالی اس طرف جاتا ہوں میں اور تہیدستی سے شرماتا ہوں میں

نیکیوں کی ساتھ کیونکر جاؤں میں روسیہ ہوں منہ کسے دکھلاؤں میں

باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا   آسرا واں ہی تو بیشک آپ کا
دستگیرا دستگیری کیجیئے
آبرو میری وہاں رکھ لیجیئے

شہید

۱۲۶۔ مناجات

محسن اب کیجیئے گلزار مناجات کی سیر   کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھرتا بادل
سب سے اعلیٰ تری سرکار ہے سب سے افضل   میرے ایمان مفصل کا یہی ہے مجمل
آرزو ہے کہ رہے دھیان ترا تا دم مرگ   شکل تیری نظر آئے مجھے جب آئے اجل
نام احمد بزباں سینہ بلا میم بصدر   لب پہ ہو صلِ علیٰ دل میں مرے عزوجل
روح سی میری کہیں پیار سے یوں عزرائیل   کہ مری جان مدینہ کو جو چلتی ہے تو چل
دم مردن یہ اشارہ ہو شفاعت کا تری   فکر فردا کی نہ کر دیکھ لیا جائے گا کل
یاد آئینہ رخسار سے حیرت ہو مجھے   گوشہ قبر نظر آئے مجھے شیش محل
میزباں بن کے نکیرین کہیں گھر ہے ترا   نہ اُٹھانا کوئی تکلیف نہ ہونا بیکل
صف محشر میں ترے ساتھ ہو تیرا مداح   ہاتھ میں ہو یہی مستانہ قصیدہ یہ غزل

کہیں جبریل اشارہ سے کہ ہاں بسم اللہ
"سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل"

محسن

۱۲۷۔ جلوۂ محمدی

جلد ۱

قدِ رعنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن — سرمگیں آنکھ غضب ناز بھری وہ چتون

وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبینِ روشن — اور وہ مکھڑے کی تجلی وہ بیاضِ گردن

وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن — دلربا یانہ وہ رفتار وہ بیباختہ پن

مردہ بھی دیکھے تو کر چاک گریبانِ کفن — اٹھ چلے قبر سے بیتاب زباں پر یہ سخن

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

انبیا دیکھ کے وہ حسن و جمالِ مدنی — سب کہیں گے کہ عجب شان ہے اللہ غنی

اس کا ہمسر نہ کوئی گل ہے نہ سرو چمنی — ختم اس قامتِ رعنا پہ ہے گل پیرہنی

آج عشاق کی بگڑی ہوئی سب بات بنی — آج ہی دیگی قراان کو غریب الوطنی

فرش سے عرش تلک ہو گی عجب نعرہ زنی — جب یہ کہتے ہوئے اٹھیں گے اویس قرنی

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شہید

جلد۱

۱۲۸۔ حقیقتِ محمدی

اک ذرا دیکھیے کیفیتِ معراجِ سخن | ہاتھ میں جامِ زحل شیشۂ مہ زیرِ بغل

گر پڑے جھومتے ہوئے مستانہ کہاں رکھا پاؤں | کہ تصور بھی وہاں جا نہ سکے سر کے بل

یعنی اس نور کے میدان میں پہنچا کہ جہاں | خرمنِ برقِ تجلّی کا لقب ہے بادل

تار بارانِ مسلسل ہے ملائک کا درود | پئے تسبیحِ خداوندِ جہاں عزّ و جل

کہیں طوبیٰ کہیں کوثر کہیں فردوسِ بریں | کہیں بہتی ہوئی نہرِ لبن و نہرِ عسل

کہیں جبریلؑ حکومت پہ کہیں اسرافیلؑ | کہیں رضوان کا کہیں ساقیٔ کوثر کا عمل

کنزِ مخفی کے کسی سمت نہاں تہ خانے | اک طرف مظہرِ قدرت کے عیاں شیش محل

گلِ بیرنگیٔ مطلق کے لہکتے گلزار | بے نیازی کے ریاحیں کے مہکتے جنگل

باغِ تنزیہہ میں سرسبز نہالِ تشبیہ | انبیا جس کی ہیں شاخیں عرفا ہیں کوپل

گلِ خوش رنگ رسولِ مدنی عربی | زیبِ دامانِ ابد طرۂ دستارِ ازل

نہ کوئی اس کا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر | نہ کوئی اس کا مماثل نہ مقابل نہ بدل

اوجِ رفعت کا قمر نخلِ دو عالم کا ثمر | بحرِ وحدت کا گہر چشمۂ کثرت کا کنول

مرجعِ روحِ امیں زیبِ دہِ عرشِ بریں | حامیِ دینِ متیں ناسخِ ادیان و ملل

ہفت اقلیم ولایت میں شہ عالی جاہ　　چار اطراف ہدایت میں نبی مرسل

ہے حقیقت کو مجاز آپ کا حیرت کا مقام　　بے نیازی کو نیاز آپ کا نازش کا محل　　جلدا

رفع ہونے کا نہ تھا وحدت و کثرت کا خلاف

میم احمدؐ نے کیا آ کے یہ قصہ فیصل

محسنؔ

۱۲۹- عبادت

دلا تو کہنے کو میرے یقین جان میاں　　جو بات تجھ سے کہوں میں اسے تو مان میاں

نہ کھو تو عمر کو غفلت میں ہر زمان میاں　　دہن میں پھرتی ہے جب تک ترے زبان میاں

خدا کا نام لیا کر تو آن آن میاں

ملی جہان میں تجھے یہ جو زندگانی ہے　　یہ چند روز ہے اے جاں نہ جاودانی ہے

عبادت اس کی یہاں دل میں جس نے ٹھانی ہے　　اسی کو دونوں جہاں بیچ شادمانی ہے

وہی تو کر جو رہے تو بھی شادمان میاں

جو ہر طرح تو عبادت میں دل لگا دیگا　　تو یاں بھی خوش رہے گا واں بھی خوش جا.. (خوش تو رہیگا)

ہزاروں فائدے دلخواہ اس میں پاوے گا　　اور اپنی عمر جو غفلت میں تو گنواوے گا

تو اس میں ہوگا نہایت ترا زیان میاں

نماز پڑھ کے ذرا صبح کے چمن کو دیکھ ۔۔۔ بہار باغ عنایات ذو المنن کو دیکھ
ریاضِ روح کو اور گلستانِ تن کو دیکھ ۔۔۔ نعیم و راحت و آرام و پیرہن کو دیکھ
کہ ہیں خدا کے یہ الطاف بیکراں میاں

کئے گناہ جو شیخ وہ عذاب دیکھے گا ۔۔۔ بروزِ حشر بہت پیچ و تاب دیکھے گا
اگر صواب کرے گا ثواب دیکھے گا ۔۔۔ خوشی سے اپنے تئیں کامیاب دیکھے گا
ہمیشہ حسنِ عمل سے لگا تو دھیان میاں

یہ زندگی ہی غنیمت اسے تو مفت نہ کھو ۔۔۔ خدا کا شکر بجا لا ہر اک طرح خوش ہو
یہ دنیا مزرعِ عقبیٰ ہے اس میں نیکی بو ۔۔۔ کہا نظیر نے جو کچھ تو یاد رکھ اس کو
اسی میں تیری سعادت کا ہے نشان میاں

نظیر

۱۳۰۔ کلمہ کی برکتیں

حق سے رسائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو ۔۔۔ اپنی بھلائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
بگڑی بنائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو ۔۔۔ غم سے رہائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو
دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمہ کو تم صداقتِ اسلام جان لو ۔۔۔ کلمہ کو اپنے دین کی صمصام جان لو

کلمہ کو تم خدا کا اک انعام جان لو　　کلمہ کو دل کا راحت و آرام جان لو

جلدا

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمہ کا ذکر چاہیے ہر شام و ہر سحر　　جب تک رہے زباں رہے کلمہ زبان پر

کلمہ یہ آبِ رحمتِ باری ہے ای ظفرؔ　　دھوتا ہے کلمہ دل کی کدورت کو سر بسر

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ظفرؔ

۱۳۱ - لا الٰہ الا اللہ

نگارِ ارض و سما لا الٰہ الا اللہ　　کلیدِ قفلِ دعا لا الٰہ الا اللہ

نشانِ راہِ ہدیٰ لا الٰہ الا اللہ　　چراغِ بزمِ خدا لا الٰہ الا اللہ

فنا میں نقشِ بقا لا الٰہ الا اللہ

یہی ہے طالبِ مولا کا عُروَۃُ الوُثقیٰ　　صفت اُسی کی ہے قرآن میں لَا انفِصَامَ لَہَا

یہی ہے شمعِ تجلّیِ لَیلَۃَ الاَسرَیٰ　　یہی ہے پردہ کشائے رموزِ مَا اَوحیٰ

عجب ہے صلِ علیٰ - لا الٰہ الا اللہ

کمی نہیں مرے مالک ترے خزانے میں　　لگی نہ دیر کسی کو مراد پانے میں

کھڑا ہوں شر پر سے میں بھی آس لگاتے ہیں　　سوائے تیرے مرا کون ہے زمانے میں

فقیر کی ہے صدا لا الٰہ الا اللہ

بلدا کمال تھا اُسے ہر چیز کے بنانے میں — تھی اس کو مشق شگوفے نئے کھلانے میں
کھنچی نہ صورتِ نقاش نقش خانے میں — نظر نہ آیا نظیر اپنا جب زمانے میں

خدا نے آپ کہا لا الٰہ الا اللہ

امجد

۱۳۲ - الا اللہ

کہتے ہیں مرد دانا دل۔ الا اللہ لا اللہ — ذکر یہ کرتا ہے ان کا دل لا اللہ الا اللہ
ارض و سما خورشید و قمر حور و ملک اور جن و بشر — پڑھتے ہیں دل سے آٹھ پہر الا اللہ لا اللہ
وہ ہی یہاں ہے وہی وہاں ہے وہی نہاں وہ ہی عیاں — رکھیے ہمیشہ ورد زباں لا اللہ الا اللہ
جبتک تیرے دم میں ہے دم ہر لحظہ ہر پل دم بدم — دل سے بھرا کر تو یہ دم الا اللہ لا اللہ

ہے یہ اس کے ملنے کی راہ ورد ظفر کر شام و پگاہ

الا اللہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ

ظفر

۱۳۳ - سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر مرغ چمن ہے نغمہ سرا سبحان اللہ سبحان اللہ — سنتا ہے خدا ہر دم ہے صدا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہے نقش و نگار ہر دو سرا سبحان اللہ سبحان اللہ
عنوان کتاب ارض و سما سبحان اللہ سبحان اللہ

کون اس کو بھلا پہچان سکے کون اس کی حقیقت جان سکے
میں اور کروں تعریف خدا سبحان اللہ سبحان اللہ
جلدا

پڑھتا ہوں میں جب سبحان اللہ کس ذوق سے فرماتا ہے خدا
کیا خوب کہا کیا خوب کہا سبحان اللہ سبحان اللہ

پہنچاتا ہے عرش اعلیٰ تک لیجاتا ہے عالم معنی تک
کیا لفظ ہے پیارا نام خدا سبحان اللہ سبحان اللہ

یوں تو ہیں بہت اسکے احسان ان سب میں مگر جو شے ہے گراں
کی شکر کی بھی توفیق عطا سبحان اللہ سبحان اللہ

آقا ہے مرا رحمت والا ۔ مالک ہے مرا سب سے اعلیٰ
اے صلِ علیٰ اے صلِ علیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ

امجد

۱۳۴ ۔ میرا خدا

کہتا ہے ہر اک برملا میرا خدا ۔ میرا خدا
ہے سارے عالم کی صدا ۔ میرا خدا میرا خدا

کس کس سے تجھکو ربط ہے کس کس سے تجھکو ضبط ہے
کہتا ہے ہر شاہ و گدا میرا خدا میرا خدا

سمجھا نہیں ہیں آج تک کس کا ہے تو کس کا نہیں
سب کا ہی ہے ادّعا میرا خدا ۔ میرا خدا

کس سے کروں میں اے خدا ۔ رشکِ رقابت کا گلا
ہے ذرّہ ذرّہ کی صدا ۔ میرا خدا میرا خدا

جس دن نہ پوچھے گا کوئی اک دوسرے کو حشر میں
کام آئیگا میرا خدا ۔ میرا خدا میرا خدا

پوچھا ازل میں رب نے جب کیا میں تمھارا رب نہیں — تھی متفق سب کی صدا، میرا خدا میرا خدا

بے فائدہ کیوں غیر سے میں داستانِ غم کہوں — سنتا ہے جب میری دعا، میرا خدا میرا خدا

جب تک کہ فکر و ہوش ہے، جب تک خودی کا دور ہے

کہتا رہوں گا اے خدا، میرا خدا میرا خدا

امجد

۱۳۵۔ مغفرت

پھر اس کی شانِ کریمی کے حوصلے دیکھے — گناہگار یہ کہدے گناہگار ہوں میں

وہ کشتہ ہوں کہ مری لاش جس طرف گزری — زمیں پکار اُٹھی قابل مزار ہوں میں

بلائیں لیتی ہے پھر پھر کے گردِ نومیدی — یہ کس کے در پہ الٰہی امیدوار ہوں میں

بڑے مزے سے گزرتی ہے بیخودی میں امیر

وہ دن خدا نہ دکھائے کہ ہوشیار ہوں میں

حشر میں جس نے کہا بندہ خطا کاروں میں ہے — رحمت اسکی بول اٹھی چل تو گنہگاروں میں ہے

میں ہوں عاجز اور اس کو ناخوشی مرغوب ہے — بے نیازی اسکی میری ناز برداروں میں ہے

حشر کے دن دیکھ کر آغوشِ رحمت میں مجھے
پوچھتی ہے خلق تو کس کے گنہگاروں میں ہے

جلد ا

بیگناہوں میں چلا زاہد جو اس کو ڈھونڈنے — مغفرت بولی ادھر آ میں گنہگاروں میں ہوں
وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھائے روزِ حشر — چیخ اٹھا ہر بے گنہ میں بھی گنہگاروں میں ہوں

امیر

۱۳۶ - عارف کی زاہد سے چھیڑ چھاڑ

خیال چھوڑ دے واعظ تو بیگناہی کا — رکھے ہے شوق اگر رحمتِ الٰہی کا
نہ بک شیخ اتنا بھی واہی تباہی — کہاں رحمتِ حق کہاں بیگناہی
غالب یہی زاہد رحمت سے دور ہووے — درکار واں گنہ ہیں یاں بیگناہیاں ہیں
پشیمان توبہ سے ہوگا عدم میں — کہ غافل چلا شیخ لطفِ ہوا سے

شیخ پڑے محرابِ حرم میں پہروں دوگانا پڑھتے رہیں
سجدہ ایک اس تیغ تلے کا ان سے ہو تو سلام کریں

میل گدائی طبع کو اپنی کچھ بھی نہیں ہے ورنہ میرؔ
دو عالم کو مانگ کے لاویں ہم جو تنک ابرام کریں

کیا کیا دعائیں مانگی ہیں خلوت میں شیخ یوں ظاہر جہاں سے ہاتھ اٹھایا تو کیا ہوا

جلد ا

نہ کیوں کہ شیخ توکل کو اختیار کریں زمانہ ہووے مساعد تو روزگار کریں

کہیں تو ہیں کہ عبث میر نے دیا جی کو خدا ہی جانے کہ کیا جی میں اس کے آئی ہو

درد ہے خود ہی خود دوا ہے عشق شیخ کیا جانے تو کہ کیا ہے عشق

نگاہِ مست نے اس کی لٹائی خانقہ ساری پڑا ہے برہم اب تک کارخانہ زہد و طاعت کا

شیخ کے آنے ہی کی دیر ہے میخانہ میں پھر سبحہ سجادہ کہاں جبہ و دستار کہاں

دیر میں کعبہ گیا میں خانقہ سے اب کی بار راہ سے میخانہ کی اس راہ میں کچھ پھیر تھا

اب تو جاتا ہی ہے کعبہ کو تو میخانہ سے جلد پھر پہنچیو اے میر خدا کو سونپا

نہ ہو یوں میکدہ مسجد بیا پر وہاں شیخ جاتے ہیں ہوا ہی دونوں جا گہ ایک و باری گزارنا

میر بھی دیر کے لوگوں ہی کی سی کہنے لگا کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلماں ہوتا

سہل ہے میر کا سمجھنا کیا ہر سخن اس کا اک مقام سے ہے

میر صاحب کا ہر سخن ہے رمز
بے حقیقت ہے شیخ کیا جانے

صابر

معارف ملت

جلدِ اوّل

ضمیمہ

شعرا اور ان کا کلام

استدعا: ذیل میں شعرا کے متعلق جو جو حالات دریافت طلب ہیں اگر کوئی صاحب ان سے مطلع فرمائیں گے تو باعثِ شکر گزاری ہوگا۔

(۱) آتش خواجہ حیدر علی مرحوم

ولادت ۱۷۶۷ء وطن لکھنؤ وفات ۱۸۴۷ء مدفن لکھنؤ

ضمیمہ جلد ا

(۲) اسمٰعیل - مولوی محمد اسمٰعیل مرحوم

ولادت سنہ ۱۸۴۲ء وطن میرٹھ وفات سنہ ۱۹۱۷ء مدفن میرٹھ

(۳) اقبال - ڈاکٹر سر محمد اقبال

ولادت سنہ ۱۸۷۰ء وطن سیالکوٹ

(۴) اکبر - سید اکبر حسین مرحوم

ولادت سنہ ۱۸۴۶ء وطن الہ آباد وفات سنہ ۱۹۲۱ء مدفن الہ آباد

(۵) امجد - سید امجد حسین صاحب

ولادت سنہ ۱۳۰۴ھ وطن حیدر آباد دکن

۶) امیر منشی امیر احمد مرحوم

(ولادت ۱۲۴۴ھ وطن لکھنؤ وفات ۱۳۱۸ھ مدفن حیدر آباد دکن)

(۷) بیان احسن اللہ خاں صاحب الہ آبادی

۸۔ بے نظیر سید محمد بے نظیر شاہ صاحب وارثی

ولادت ۱۸۶۳ء وطن کڑا مانکپور ضلع الہ آباد

۹۔ جلیل نواب فصاحت جنگ حافظ جلیل حسن صاحب

وطن مانک پور ضلع الہ آباد

۱۰۔ جوہر مولوی محمد علی صاحب بی اے (آکسن)

۱۱۔ حالی خواجہ الطاف حسین مرحوم

ولادت ۱۸۳۷ء وطن پانی پت وفات ۱۹۱۴ء مدفن پانی پت

ضمیمہ جلد۱

۱۰۔ حبیب سید حبیب اللہ شاہ صاحب جلالپوری

۱۱۔ حسرت سید فضل الحسن صاحب موہانی

ولادت ۱۸۷۵ء

۱۲۔ حسرت مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی

وطن حیدر آباد دکن

۱۵۔ خاموش سید شاہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ

ضمیمہ
جلد ا

وطن حیدرآباد دکن

(۱۱۰) الحمد للہ " " " " " " "

۱۶- داغ نواب مرزا خاں مرحوم

ولادت ۱۸۳۱ء وطن دلی وفات ۱۹۰۵ء مدفن حیدرآباد

(۶۸) حمد " " " " " "

(۷۶) مناجات " " " " "

۱۷- درد خواجہ محمد میر مرحوم

ولادت ۱۱۳۱ھ وطن دلی وفات ۱۱۹۹ھ مدفن دلی

(۱) معرفت " " " " " " "

(۲) معرفت " " " " " " "

(۳) معرفت " " " " " " "

(۳۷) مجذوب کی بڑ " " " " " "

(۴۳) معرفت " " " " " "

(۴۵) معرفت " " " " " " "

(۵۶) معرفت " " " " " " "

ضمیمہ جلد ۱

(۶۹) حمد " " " " " " " ۶۹

۱- ذوق شیخ محمد ابراہیم مرحوم

ولادت سنہ ۱۲۰۴ھ وطن دلی وفات سنہ ۱۲۷۱ھ مدفن دلی

(۲۸) معرفت " " " " " " " ۲۰۲

(۳۶) وحید " " " " " " " ۲۸

۱- رند نواب سید محمد خاں مرحوم

ولادت سنہ ۱۲۱۲ھ وطن فیض آباد وفات سنہ ۱۸۵۵ء

(۶۴) حمد " " " " " ۶۵

۲- ساغر ساغر چشتی نظامی

وطن علی گڑھ

(۷۹) آ آ آ " " " " " " ۸۴

۲- سودا مرزا محمد رفیع الدین مرحوم

ولادت سنہ ۱۱۲۵ھ وطن دلی وفات سنہ ۱۱۹۵ھ مدفن لکھنو

(۴) معرفت " " " " " " " ۳

(۸) معرفت " " " " " " " ۵

۲۲۔ شاکر منشی پیارے لال صاحب

وطن میرٹھ

۲۳۔ شبلی

۲۴۔ شہید مولوی غلام امام مرحوم

مدفن مدینہ منورہ

۲۵- شہیدی منشی کرامت علی خاں مرحوم

وطن ضلع اناؤ وفات ۱۲۵۳ھ

۲۶- ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۷۷۵ء (آخری بادشاہ دہلی) وفات ۱۸۶۲ء مدفن رنگون

۲۷- ظہیری

۲۸- عاشق سید احمد صاحب

۲۹- عثمان اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں بہادر نظام الملک آصف جاہ خسرو دکن خلد اللہ ملکہ

ولادت مبارک ۳۰ جمادی الآخر سنہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۶ راپریل سنہ ۱۸۸۶ء

۳۰- غوثی مولٰنا غوثی شاہ صاحب اکبری

ضمیمہ جلد ا

وطن حیدر آباد دکن

۳۱۔ قائم مولوی قیام الدین مرحوم

وطن چاند پور ضلع بجنور

۳۲۔ کیف حافظ عالمگیر خاں صاحب

۳۳۔ گویا نواب فقیر محمد خاں مرحوم

وطن لکھنؤ وفات ۱۸۵۰ء

۳۴۔ محروم: منشی تلوک چند صاحب

ولادت ۱۸۸۵ء وطن عیسیٰ خیل (پنجاب)

۳۵۔ محسن مولوی محمد محسن مرحوم

ولادت ۱۲۴۲ھ وطن کاکوری وفات ۱۹۰۵ء مدفن مین پوری

۳۶۔ مسکین

۳۷۔ معظم

۳۸۔ ممتاز

۳۹۔ ممنون میر نظام الدین مرحوم

وطن دلی وفات ۱۸۴۴ء

ضمیمہ جلد ۱

۴۰۔ مومن — حکیم مومن خاں مرحوم

ولادت سنہ ۱۲۳۱ھ وطن دلّی وفات سنہ ۱۲۶۵ھ مدفن دلّی

۴۱۔ میر — میر تقی مرحوم

ولادت سنہ ۱۱۲۵ھ وطن اکبرآباد وفات سنہ ۱۲۲۵ھ مدفن لکھنؤ

۴۲۔ میرحسن میر غلام حسن مرحوم

وطن دلّی وفات ۱۷۸۹ء مدفن لکھنؤ

۴۳۔ نذیر حافظ محمد نذیر مرحوم

وطن رام پور

۴۴۔ نصیر شاہ نصیر مرحوم

مدفن دلّی

۴۵۔ نظم نواب حیدر یار جنگ سید علی حیدر صاحب

وطن لکھنؤ

۴۶۔ نظیر شیخ ولی محمد مرحوم

ضمیمہ جلد۱

وطن اکبرآباد مدفن اکبرآباد وفات ۱۸۳۰ء

۴ - نیرنگ سید غلام بھیک صاحب

وطن انبالہ

۱ - وحید وحید لکھنوی

تمت

سلسلۂ دعوتِ صدق

اسرارِ حق

مؤلفہ

محمدؐ الیاس برنی ایم اے ایل ایل بی (علیگ) حیدرآباد دکن

آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، ارشادات صدیقین و اکابر دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان سب کا نہایت جامع اور مربوط انتخاب اور اُن کے مقابل یورپ کے جدید سائنس و فلسفہ کی انتہائی تحقیقات کا لُبِّ لباب۔ خود بخود اسلام کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

جدید سائنس و فلسفہ کا اقرار نارسائی اور احساس ایمان بالغیب۔ اسلام میں علم باطن توحید اور اس کے مقامات، احادیث کی رفعت اور عبدیت کی نزاکت، نبوت اور ولایت کے مراتب کشف و کرامات کی ماہیت اور دیگر معارف متعلقہ۔ ایک ہی نظر میں اسلام کی روحانی تعلیم کا عجب نظام دل نشین ہوتا ہے اور کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ ذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

جن علوم کو اللہ جلّ شانہٗ صدق اور جن کے عالموں کو صادقین و صدیقین سے ہی تعبیر فرماتا ہے اور جو اسلامی ادب میں بالعموم تصوّف اور صوفی کہلاتے ہیں ان کی تحقیق اور تصدیق میں بعض لحاظ سے یہ اپنے طرز کی پہلی کتاب ہے قابل دید حجم تقریباً ۴۰۰ صفحہ جلد پاکیزہ قیمت صرف تین روپیہ (سہ ر) علاوہ محصول۔

معاشیات

(۱) **علم المعیشت**۔ اکنامکس (Economics) پر اُردو میں یہ سب سے
پہلی نہایت مستند اور جامع کتاب ہے مشکل سے مشکل معاشی اُصول و مسائل کو ایسے
سلیس اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف مضامین
بخوبی ذہن نشین ہو جاتے ہیں بلکہ خاصی تفریح حاصل ہوتی ہے۔ خوبی مضامین کی
بدولت ہندوستان کے ہر حصہ میں یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے لطف
یہ کہ یونیورسٹیوں میں اکنامکس کے متعلم بیسیوں ضخیم انگریزی کتابوں کو چھوڑ کر اس کو
بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال (جو خود بھی معاشیات کے بڑے عالم ہیں)
تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کی کتاب علم المعیشت اُردو زبان پر ایک احسان عظیم ہے۔ اور
مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ اکنامکس پر اُردو میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔ اور ہر
لحاظ سے مکمل"۔ ضخامت تقریباً ۵۰۰ صفحہ خوشنما جلد۔ بسلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اُردو
دوسرا ایڈیشن بنظر ثانی شائع ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

(۲) **معیشت الہند**۔ ہندوستان کے گوناگوں معاشی حالات جن کا جاننا ملک کی

اصلاح وترقی کے واسطے از حد ضروری ہی. کافی تحقیق اور تنقید کے بعد بہت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں یہ بھی اُردو زبان میں اپنی قسم کی پہلی کتاب ہی. علم المعیشت میں معاشیات کے جو اُصول و مسائل بیان ہوئے ہیں اس کتاب کے ذریعہ سے ان کا ہندوستان میں عمل درآمد دکھایا گیا ہی۔ یہ دونوں کتابیں جامعہ عثمانیہ کی بی اے کلاس کے نصاب میں داخل ہیں. ضخامت تخمیناً ۰۰ ۹ صفحہ خوشنما جلد. منجانب جامعہ عثمانیہ شائع ہو رہی ہی۔

(۳) **مالیات** - پبلک فنانس (*Public finance*) پر اُردو زبان میں یہی سب سے پہلی مستند اور جامع کتاب ہی مہذب اور ترقی یافتہ سلطنتوں کے ہاں آمدنی کے کیا کیا ذرائع اور خرچ کی کیا کیا مدیں ہیں اور محاصل و مصارف کا انتظام کس نہج پر قایم ہی. سلطنتوں کی مالی ترقی اور مرفہ الحالی کے کیا اسباب ہیں اور اُن کا کیوں کر عمل درآمد ہوتا ہی یہ تمام دقیق اور اہم مباحث نہایت سلیس اور دلچسپ طرز پر علمی پیرایہ میں پیش کئے ہیں. ہندوستان کے قومی رہبروں اور ہندیوں کو اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید بلکہ از حد ضروری ہی. ضخامت تخمیناً ۰۰ ۸ صفحہ خوشنما جلد (زیر تالیف)

(۴) **مقدمات المعاشیات** - مورلینڈ صاحب کی انگریزی کتاب انٹروڈکشن ٹو اکنامکس (*Introduction to Economics*) کا سلیس

اور بامحاورہ اُردو ترجمہ جس میں معاشیات کے ابتدائی اُصول و مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب جامعہ عثمانیہ میں ایف اے کلاس کے نصاب میں داخل ہی ضخامت تقریباً ۵۰۴ صفحہ مجلد منجانب جامعہ عثمانیہ شائع ہوئی ہی۔

(۵) **معاشیات ہند**۔ مسٹر رمتھ ناتھ بنرجی کی انگریزی کتاب انڈین اکنامکس (Indian Economics) کا سلیس اور بامحاورہ اُردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر ہندوستان کے معاشی حالات بیان کئے گئے ہیں یہ کتاب جامعہ عثمانیہ کی ایف اے کلاس کے نصاب میں داخل ہی ضخامت تقریباً ۴۰۰ صفحہ مجلد منجانب جامعہ عثمانیہ شائع ہوئی ہی۔

(۶) **برطانوی حکومت ہند**۔ انڈرسن صاحب کی انگریزی کتاب برٹش اڈمنسٹریشن ان انڈیا (British Administration in India) کا سلیس اور بامحاورہ اُردو ترجمہ جس میں مختصر طور پر حکومت ہند کا طریق بیان کیا گیا ہی۔ یہ کتاب بھی جامعہ عثمانیہ میں ایف اے کلاس کے نصاب میں داخل ہی۔ ضخامت تقریباً ۵۰۴ صفحہ مجلد منجانب جامعہ عثمانیہ شائع ہوئی ہی۔

ملنے کا پتہ:۔ محمد مقتدی خاں شروانی علیگڑھ

Professor Elyas Burny's Other Urdu Works

1. **Ilmul-Maeeshat**—On Principles of Economics—over 800 pp.

2. **Maeeshat-ul-Hind**—On Indian Economics—about 800 pp. (in press)

3. **Malyat**—On Public Finance—about 500 pp. (under preparation)

4. **Mukaddamat-ul-Maashiyat**—Translation of Moreland's Introduction to Economics.

5. **Hindustani Maashiyat**—Translation of Banerjee's Indian Economics.

6. **Bartanyi Hukoomat-i-Hind**— Translation of Anderson's British Administration in India.

7. **Asrar-e-Haq**—On Spiritualism in Islam—400 pp.

Volume III ... Collection of poems describing the objects of Nature, such as Fruits and Flowers, Worms and Insects, Bees and Butterflies, favourite Birds and Quadrupeds.

Volume IV ... Collection of poems describing the various important and interesting phases of Indian life, such as popular Customs and Ceremonies, Functions and Festivals, Games and Sports, Fashions and Etiquettes, and various shades of Domestic life. Also the ancient mode of Warfare.

It will be seen that the Series, in its variety and scope, is really a panorama of Indian life and culture, depicting genuine feelings and emotions, discussing communal problems, as well as social and moral notions, describing every day life and its relation to the objects and events of Nature. This will enable the reader to survey the extent and gauge the depth of Urdu Poetry.

MOHAMED ELYAS BURNY,
OSMANIA UNIVERSITY, HYDERABAD (DECCAN).

December, 1924.

Volume II ... Selections from the works of the eminent poet, Mirza Ghalib, his noteworthy contemporaries, Zauq and Zafar and his true follower Hasrat Mauhani.

Volume III... Selections from the works of some thirty old notable poets.

Volume IV... Selections from the works of some sixty modern popular poets.

Set III

MANAZIR-E-QUDRAT (The Scenes and Sights of Nature).

Volume I ... Collection of poems reflecting the various manifestations of Time, such as Dawn, Sunrise, Sunshine, Sunset, Night, Moonlight, Rainy-season, Winter, Summer and Spiring.

Volume II ... Collection of poems reflecting the scenes and sights of Space, Such as Earth and Sky, Plains and Mountains, Rivers and Forests, Fields and Gardens, Cities and famous Buildings.

their final cast in 1924, and it is possible that some additional Volumes may still follow in the future.

The Series is divided into three Sets, and covers twelve volumes as follows :—

Set I.

MAARIF-E-MILLAT (Problems of Community)

Volume I ... Collection of poems in praise of God and the Prophet and others imbued with the spirit of religious devotion : A Prayer Book.

Volume II ... Collection of poems depicting the past, present and future of Islam and the Musalmans. The tragedy of Karbala, as told here, is extremely impressive.

Volume III... Collection of poems dealing with the various phases and prospects of Nationalism in India.

Volume IV... Collection of poems dealing with the various problems of Ethics and Morals.

Set II

JAZBAT-E-FITRAT (Natural Feelings and Emotions).

Volume I ... Selections from the works of the two old and premier poets Mir and Sauda.

SELECTED URDU POEMS SERIES

This is, perhaps, the first attempt in Urdu alone, to edit a comprehensive anthology on the advanced system of the comparative study of cognate poems. The Collection already includes more than twelve hundred poems selected from the works of nearly two hundred poets—old and new—bearing upon a large variety of important and interesting subjects and arranged according to the affinity of their subject-matter. The Series thus offers, in a convenient form what may be called the cream of Urdu Poetry, while by the special arrangement of the pieces selected it provides ample scope for the growth and development of critical instinct which is the soul of higher literary education. It is hoped that the Series will satisfy not only the long felt want of a popular anthology for the Urdu reading public, but will also meet the demand for systematic Urdu Poetry-Books in Schools and Colleges all over the country.

The Series was started in 1919 when the first three Volumes of the Ma'arif, Manazir, and Jazbat were published, and received such an active support, far and near, that it rapidly extended to no less than twelve Volumes within the next four years. A Revised and Enlarged edition of these Volumes has been pubished in
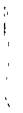
Maarif-e-Millat

VOL I

Selected Urdu Poems Series

Maarif-e-Millat

Edited by

MOHAMED ELYAS BURNY
M. A., LL B. (ALIG)
Osmania University
Hyderabad (Deccan)

VOL. I

3rd Edition Price Re 1